REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS
FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP-3

جلد ۲۳ — شمارہ ۳۳

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر:- جاوید اقبال اختر

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۱ ظہور (اگست) [illegible] خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارہ میں کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں [illegible] حضور [illegible] کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہر طرح اپنا فضل شامل حال رکھے آمین۔

★— ریڈیو پاکستان کے نشریہ کے مطابق ۵ اگست سے کل ۱۰ اگست تک پاکستان اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کے سامنے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا جو بیان قبل ازیں ہوا تھا اس پر جرح جاری ہے۔ احباب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اپنی خاص تائید و نصرت فرمائے اور حق ظاہر کر دے آمین۔

قادیان ۱۱ ظہور (اگست)۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

★— حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل کو کل ظہر کے وقت اچانک چکر آنے کی تکلیف ہو گئی — بلڈ پریشر چیک کرانے پر معلوم ہوا کہ وقتی طور پر آنمحترم کا بلڈ پریشر ۱۸۰ ہو گیا تھا لیکن کچھ دیر بعد نارمل ہو گیا۔ تاہم طبیعت مضمحل ہے۔ ڈاکٹر صاحبان کی طرف سے آپ کو کامل آرام کرنے کا مشورہ دیا گیا ہے۔
احباب حضرت محترم کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعا فرمائیں۔

۲۵ رجب ۱۳۹۴ھ — ۱۵ ظہور ۱۳۵۳ ہش — ۱۵ اگست ۱۹۷۴ء

خصوصی مقالہ

آزادیٔ ہند کی ستائیسویں سالگرہ

یوم آزادی ۱۵ اگست تمام ہم وطنوں کو مبارک ہو۔ آزادی کو ستائیس سال پورے ہو گئے۔ اب ملک بڑی کامیابی اور کامرانی کے ساتھ آزادی کی اٹھائیسویں منزل کی طرف قدم بڑھا رہا ہے۔ اس عرصہ میں ملک نے کیا کچھ ترقیات حاصل کیں اور آزادی کے مختلف النوع ثمرات سے بہرہ اندوز ہوا یہ ایک کھلا باب ہے۔ غلامی کے دور کا آزادی کے زمانہ سے موازنہ کرنے پر ہر شخص ملک کے کونہ کونہ میں نمایاں قسم کی تبدیلیاں بچشم خود دیکھ سکتا ہے۔

پہلی نمایاں تبدیلی تو ملک کو اپنا آئین (دستور) مل جانا ہے، جو ابتدائی ڈھائی تین سال کی مختصر مدت میں مکمل ہو کر منظر عام پر آگیا۔ جس کے تحت ملک میں جمہوری اور سیکولر نظام حکومت کا قیام عمل میں آیا۔ اور تمام ہندوستانیوں کو بالغ رائے دہندگی کی بنیاد پر آزادانہ رائے دینے کا حق ملا۔ ہر قسم کی چھوت چھات کو ختم کر دیا گیا۔ کسی رنگ، نسل اور خطہ کا امتیاز جاتا رہا۔ اب تک پانچ عام چناؤ ہو چکے ہیں۔ جن کے مطابق ہر رائے دہندہ کو اپنی پسند کے نمائندوں کے حق میں ووٹ دے کر اُسے صوبائی اور مرکزی حکومت میں جمہور کی آواز پہنچانے کے قابل بنا دیا۔ ملک واسیوں کو تحریر و تقریر کی مکمل آزادی ملی۔ سیکولر نظام حکومت ہونے کے سبب ہر شخص کو مکمل مذہبی آزادی حاصل ہے۔ آپ جس طرح چاہیں مذہبی عبادات بجا لائیں۔ اپنے مذہبی خیالات کا پرچار کریں۔ اس بارہ میں کسی نوع کی پابندی نہیں۔ آزادی مل جانے کے بعد ملک میں قدم قدم پر سیاسی بیداری نظر آتی ہے۔ اپنے جائز حقوق کے تحفظ کے لئے آواز بلند کرنے اور اپنے خیالات کے اظہار میں کوئی روک نہیں۔ ہر شخص کو اپنی ہمت اور کوشش کا ثمرہ حاصل کرنے کے برابر کے مواقع میسر ہیں اس کے ساتھ ساتھ ملک واسیوں نے بھی آزادیٔ وطن سے بھرپور فائدہ اٹھایا ہے۔ سچی محنت اور کوشش سے اپنے ان سپنوں کی تعبیر دیکھنے میں لگے ہوئے ہیں جو عہد غلامی میں وہ لے چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج سے ۲۷ سال قبل کے حالات کے مقابلہ میں ہمارا ملک ہمہ جہتی ترقی میں بہت سی منزلیں طے کر چکا ہے۔

جگہ جگہ بڑے بڑے ڈیم بنائے جا کر ذخیرۂ آب سے میلوں میل لمبی نہریں نکالی گئی ہیں۔ جس سے جہاں آب پاشی کا نظام پہلے سے کئی گنا بہتر ہو کر ملک کا ہزاروں ہزار ایکڑ رقبہ زیر کاشت آگیا ہے۔ وہاں اس پانی سے بجلی پیدا کر کے ملک کے شہروں، قصبوں اور دیہات تک کو بقعۂ نور بنایا جا رہا ہے۔ جابجا بجلی سے ٹیوب ویل چل رہے ہیں۔ جہاں بجلی کی سہولیات میسر نہیں آسکی ہیں ڈیزل سے چلنے والے ٹیوب ویل زمین کی تہہ میں چھپا ذخیرۂ آب اس کی سطح پر لا کر علاقے کو سرسبز و شاداب بنا رہے ہیں۔ اس طرح ملک کے کئی ایسے وسیع علاقے جو آزادی سے قبل ویران اور بے آباد پڑے تھے اب وہاں لہلہاتے کھیت نظر آتے ہیں اور ان کے مالک ہر موسم پر غلّے کے انبار منڈیوں کی طرف لے جاتے دکھائی دیتے ہیں۔ ان سب کی معیشت میں بڑا انقلاب آچکا ہے۔

دیگر ریاستوں کو چھوڑ کر اگر ہم اپنے صوبہ پنجاب کی کایا پلٹ پر نگاہ کریں تو گو یہ خطہ پہلے بھی غلّہ پیدا کرنے میں ممتاز حیثیت رکھتا رہا ہے لیکن اب تو اس کے محنت کش کسانوں نے پہلے سب ریکارڈ مات کر دیئے ہیں۔ بلکہ اب تو [illegible] تک کہنے لگا ہے کہ اگر وقت پر حسب ضرورت پانی میسر آتا رہے اور وقت پر کھاد ملتی جائے تو سارے ملک کو خوراک کے بارے میں مستغنی کیا جا سکتا ہے۔ پنجابی کسان کی یہ کوئی لاف زنی نہیں اس لئے کہ ایک طرف کسان کی مثالی محنت دوسری طرف اس خطہ کی زرخیز اراضی اس بات کو یقینی بنانے کی کافی گارنٹی معلوم ہوتی ہے۔

زراعت کے ساتھ صنعت و حرفت نے بھی نمایاں پارٹ ادا کیا ہے۔ صناعوں نے اندرون ملک خاص محنت اور توجہ کے ساتھ سامان تیار کیا۔ اور [illegible] غیر ملکوں میں اس کی کھپت کی راہ [illegible]۔ اور آج بیسیوں نہیں بلکہ سینکڑوں قسم کی اشیاء برآمد کی جا رہی ہیں، ان میں عام استعمال کی اشیاء اور ملبوسات سے لیکر بھاری مشینری تک شامل ہیں۔ یہ سب آزادی کا ثمرہ ہے۔ اس کے ساتھ ذرائع مواصلات میں زبردست انقلاب آچکا ہے۔ ریلوں میں اضافہ ہوا ہے۔ ان کی رفتار بڑھ چکی ہے۔ پکی سڑکوں کا ملک میں جال بچھ گیا ہے جن پر رات دن ٹریفک جاری ہے۔

ہوابازی کا شعبہ کسی سے پیچھے نہیں۔ خود اپنے ملک میں جدید قسم کے ہوائی جہاز اور سمندری جہاز بنائے جا رہے ہیں۔ ریل گاڑیوں کے ڈبے اور ریل کا دیگر سامان اور موٹر کاروں کی صنعت بھی کافی عروج پر ہے۔ ملک کے دفاع اور سرحدوں کی حفاظت کے لئے ہماری قابل فخر افواج ہر آزمائش کے وقت نمایاں کردار ادا کر چکی ہیں۔ ان کو سامان حرب کا معتدبہ حصہ اندرون ملک میں تیار کردہ میسر آتا ہے۔ اس لئے حریف پر اس کا پلّہ ہر بار بھاری رہا ہے۔

تعلیم کے میدان میں ہمارا ملک خاصی پیش رفت کر چکا ہے۔ ملک میں مدارس، کالج اور یونیورسٹیوں کی تعداد آزادی کے بعد بہت زیادہ بڑھ چکی ہے۔ گھر گھر میں تعلیم کا چرچا ہے۔ پیشہ ورانہ تعلیم ہو یا ٹیکنیکل مہارت، بھارت کے سپوت اس میں گوئے سبقت لے جانے میں لگے ہوئے ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں جو ۱۸ مئی کو پُرامن مقاصد کے لئے ایٹمی دھماکہ کیا گیا، یہ بھی ملک کی ترقی کا ایک واضح ثبوت ہے۔ اس کے ساتھ بپھرے دریاؤں کا رُخ موڑنے اور زبردست اُونچے پہاڑوں کو کاٹ کر ان کے اندر سے پانی کو بہا لے جانے کے لئے بھارتی انجینئر اپنی قابلیت کا سکّہ بٹھا چکے ہیں۔

پس یہ ہے آزادی کے ثمرات کا کچھ واقعاتی بیان جس سے یوم آزادی کے موقعہ پر ہر بھارت واسی بجا طور پر فخر کر سکتا ہے۔ اور اسی سے آزادی کی قدر و قیمت کا کافی حد تک اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

ہماری دعا ہے کہ ہر سال یوم آزادی اپنے ساتھ سرزمین ہند کے لئے ایسی ترقیات لے کر آئے جو پہلے سالوں کی نسبت کہیں بڑھ چڑھ کر ہوں۔ اور ساری دنیا کے لئے امن و سلامتی اور خوشحالی و شادمانی کا گہوارہ ہمارا ملک ثابت ہو —!!

★★★

ملک [illegible] ایم اے پرنٹر و پبلشر نے [illegible] آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

سوشل بائیکاٹ ـ چودہ سو سال پہلے اور اب

ایک عبرت انگیز موازنہ !!

از مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

قریباً چودہ سو ۱۴۰۰ سال قبل عرب کی سرزمین اور مکہ مکرمہ میں حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو "توحیدِ الٰہی کا پیغام سنایا۔ اور ان کو "رحمتِ خداوندی" کے حصول کی دعوت دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پیام "دعوتِ اسلام" تھا۔ جو اپنے اندر مخلوق کی سچی ہمدردی و خیر خواہی اور ان کے لئے محبت و شفقت کے جذبات لئے ہوئے تھا۔ مگر تاریخِ اسلام گواہ ہے کہ مکہ والوں نے اس محسنِ اعظم، نورِ مجسم اور رحمۃ للعالمین صلعم نے اس پیام کو نہ صرف پائے استحقار سے ٹھکرا دیا بلکہ ایک طرف آپؐ کو نعوذ باللہ ساحر۔ مجنون اور کذاب کے الفاظ سے یاد کیا۔ تو دوسری طرف سے آپؐ پر اور آپؐ پر ایمان لانے والے غریب الطبع مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کرنے اور ظلم وستم اور جبر و تشدد کے منصوبے کا آغاز کر دیا۔ اس ظلم وستم کے باوجود مخلصین "اسلام" میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کرتے گئے۔ مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ کے ساتھ ساتھ مخالفینِ اسلام کے ظلم وستم میں بھی اضافہ ہوتا چلا گیا۔ جب کفارِ مکہ نے مسلمانوں کو ہر طرح کے مصائب و آلام میں مبتلا کر کے دیکھ لیا کہ یہ چٹان اپنی جگہ سے ہلنے والی نہیں۔ کوئی ترغیب و ترہیب مسلمانوں کے پائے استقلال میں لغزش پیدا نہیں کر سکی۔ بلکہ حضرت عمرؓ۔ حضرت حمزہؓ جیسے جلیل القدر انسان بھی اسلام میں داخل ہو گئے ہیں اور اُدھر ان کا وفد حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے دربار سے بھی (جو مہاجرینِ اسلام کو اُس ملک سے نکلوانے گیا تھا) ناکام و نامراد واپس لوٹا ہے تو ان پے در پے ناکامیوں اور ذلتوں نے قریش کے تن بدن میں آگ لگا دی۔ چنانچہ اسلام کی روز افزوں ترقی کو روکنے کے لئے انہوں نے ایک عملی اقدام کے لئے باہمی مشورہ کیا اور محرم ۷ نبوی میں ایک باقاعدہ سوشل بائیکاٹ کا معاہدہ لکھا گیا۔ جس کی مشہور دفعات یہ تھیں :۔

کفارِ مکہ کے معاہدۂ بائیکاٹ کی دفعات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام افرادِ بنو ہاشم اور بنو مطلب کے ساتھ ہر قسم کے تعلقات قطع کرائے جائیں۔

۲۔ اگر بنو ہاشم اور بنو مطلب آنحضرت صلعم کی حفاظت سے دست بردار نہ ہوں تو اُن کو ایک جگہ محصور کر کے تباہ کر دیا جائے۔

۳۔ کوئی شخص خاندانِ بنو ہاشم اور بنو مطلب سے رشتہ نہیں کرے گا۔

۴۔ اور نہ ان کے پاس کوئی چیز فروخت کرے گا نہ اُن سے کچھ خریدے گا۔

۵۔ اور نہ اُن کے پاس کوئی کھانے پینے کی چیز جانے دے گا۔ اور نہ ان سے کسی قسم کا تعلق رکھے گا۔ جب تک وہ محمد صلعم سے الگ ہو کر آپؐ کو اُن کے حوالہ نہ کر دیں۔ (ابن سعد۔ ابن ہشام۔ طبری)

اس معاہدہ پر تمام بڑے بڑے رؤساء کے دستخط تھے۔ اور پھر اس معاہدہ کو ایک اہم "قومی عہد نامہ" کے طور پر "خانہ کعبہ" کی دیوار کے ساتھ آویزاں کر دیا گیا۔

اس معاہدہ کے نتیجہ میں آنحضرت صلعم اور تمام بنو ہاشم اور بنو مطلب کیا مسلم اور کیا کافر "شعب ابی طالب" میں جو ایک پہاڑی درہ کی صورت میں تھا، محصور ہو گئے۔ چند گنتی کے مسلمان جو اس وقت مکہ میں موجود تھے وہ بھی آپؐ کے ساتھ تھے۔ اس طرح گویا قریش کے دو بڑے قبیلے مکہ کی تمدنی زندگی سے عملاً بالکل منقطع ہو گئے۔

سوشل بائیکاٹ کے زمانہ میں صحابہ کرامؓ کی دردناک حالت

سوشل بائیکاٹ کے معاہدہ کے نتیجہ میں شعب ابی طالب کی محصوری کے زمانہ میں صحابہ کرامؓ کو جو جو مصائب اور سختیاں اُٹھانا پڑیں اُن کا حال پڑھ کر بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ کا بیان ہے کہ بعض اوقات انہوں نے جانوروں کی طرح جنگلی درختوں کے پتے کھا کھا کر گزارہ کیا۔ سعد بن ابی وقاص بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رات کے وقت اُن کا پاؤں کسی ایسی چیز پر جا پڑا جو تر اور نرم معلوم ہوتی تھی۔ (غالباً کھجور کا ٹکڑا ہوگا) اُن کی بھوک کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے فوراً اُسے اُٹھا کر نگل لیا۔ اور بیان کرتے ہیں کہ مجھے آج تک پتہ نہیں کہ وہ کیا چیز تھی۔ ایک دوسرے موقعہ پر بھوک کی وجہ سے ان کا یہ حال تھا کہ انہیں ایک سوکھا ہوا چمڑا زمین پر پڑا مل گیا۔ تو اُسی کو انہوں نے پانی میں نرم اور صاف کیا اور پھر بھون کر کھایا۔ اور تین دن تک اسی غیبی ضیافت میں بسر کئے۔ (الروض الالف حالات نقض صحیفہ)

بچوں کی یہ حالت تھی کہ محلّے سے باہر اُن کے رونے اور چلّانے کی آواز جاتی تھی جسے سُن سُن کر قریش خوش ہوتے۔ (ابن سعد)

لیکن مخالفینِ اسلام سب ایک جیسے نہ تھے۔ بعض دردناک نظارے دیکھتے تھے تو اُن کے دل میں رحم پیدا ہوتا تھا۔ چنانچہ حکیم بن حزام کبھی کبھی اپنی پھوپھی حضرت خدیجہؓ کے لئے خفیہ خفیہ کھانا لے جاتے تھے مگر ایک دفعہ کسی طرح ابو جہل کو اس کا علم ہو گیا۔ تو اُس کمبخت نے راستہ میں بڑی سختی سے روکا۔ اور باہم ہاتھا پائی تک نوبت آئی۔ (ابن ہشام)

یہ مصیبت مسلمانوں کے لئے اڑھائی تین سال تک جاری رہی۔ اور اس عرصہ میں مسلمان سوائے حج وغیرہ کے موسم کے جبکہ اشہر حرم کی وجہ سے امن ہوتا تھا۔ باہر نہیں نکل سکتے تھے۔ (ابن سعد)

اور انہی ایام میں وہ سال بھر کے لئے اشیائے خورد و نوش کا اپنے لئے ذخیرہ کر لیتے تھے۔

معاہدۂ ظلم وستم چاک کر دیا گیا

قریش میں بعض نرم دل اور شریف مزاج لوگ۔ اِن مظالم کو دیکھ کر دل میں کُڑھتے مگر قوم کے متفقہ فیصلہ کے مقابلہ کی تاب نہ رکھتے تھے۔ جب اس سوشل بائیکاٹ پر قریباً تین سال کا عرصہ گزر گیا تو ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابو طالب سے فرمایا کہ مجھے خدا تعالیٰ نے بتایا ہے کہ اس معاہدۂ بائیکاٹ کا کاغذ کھایا جا چکا ہے اور سوائے خدا کے نام کے باقی ساری تحریر مٹ چکی ہے۔ اس پر ابو طالب فوراً اُٹھ کر خانہ کعبہ میں پہنچے۔ جہاں رؤساءِ قریش مجلس لگائے بیٹھے تھے۔ ان کو مخاطب کر کے کہا کہ میرے بھتیجے حضرت محمد صلعم نے مجھے بتایا ہے کہ خدا نے اس معاہدہ کی تحریر سوائے اپنے نام کے محو کر دی ہے۔ اب تمہارا یہ ظالمانہ معاہدہ نہ چلے گا۔ تم وہ معاہدہ نکال کر دیکھو۔ چنانچہ جب معاہدہ منگا کر دیکھا گیا تو واقعی سب کرم خوردہ ہو چکا تھا۔ اور سوائے شروع میں خدا کے نام کے اور کوئی لفظ پڑھا نہ جاتا تھا۔

اس پر نرم دل اور شریف الطبع لوگوں کو اس موقعہ پر جرأت کے ساتھ قدم اُٹھانے کی ہمت ہوئی۔ اور رؤسائے قریش میں سے ہشام بن عمرو۔ زہیر بن ابی امیہ۔ مطعم بن عدی۔ ابو البختری اور زمعہ بن اسود نے باہم مل کر تجویز کی کہ اس ظالمانہ اور قطع رحمی کرنے والے معاہدہ کو اب ختم کر دینا چاہیئے۔ مگر ابو جہل بولا "ہرگز نہیں! یہ معاہدہ قائم رہے گا۔ اُسے کوئی شخص ہاتھ نہیں لگا سکتا۔"

اس حیل و حجت میں مطعم بن عدی نے ہاتھ بڑھا کر یہ بوسیدہ دستاویز چاک کر دی۔ ابو جہل اور اس کے ساتھی دیکھتے ہی رہ گئے۔

اِس معاہدہ کو چاک کرنے کے بعد یہ لوگ ہتھیار لگا کر "شعب ابی طالب" کے دروازے پر گئے۔ اور محصورین کو تلواروں کے سایہ کے نیچے باہر نکال لائے۔ یہ واقعہ بعثتِ نبویؐ کے دسویں سال کا ہے۔ گویا آنحضرت صلعم اور صحابہ کرامؓ قریباً اڑھائی تین سال کفارِ مکہ کے سوشل بائیکاٹ سے متاثر رہے۔ (ابن ہشام و ابن سعد)

اور یہ تاریخِ اسلام کا ایک دردناک ورق ہے۔

تاریخ اپنے آپ کو دُہراتی ہے

مسلمان علماء و فضلاء آج تک قریشِ مکہ کے اس ظالمانہ "معاہدۂ سوشل بائیکاٹ" کی مذمت کرتے ہیں۔ اور اُن کے ظلم وستم کو ـــ "شرافت و انسانیت" ـــ کے خلاف قرار دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ چونکہ دلائل کے میدان میں کفار لاجواب ہو گئے تھے اور مسلمانوں کی ترقی کو باوجود ظلم وستم کے روک نہ سکتے تھے اس لئے "سوشل بائیکاٹ" کے حربے کو کفار نے آنحضرت صلعم اور صحابہ کرامؓ کے خلاف استعمال کیا۔ اور کفارِ مکہ کا یہ فعل چونکہ "انسانیت" کے خلاف ہے اس لئے ظالمانہ اور قابلِ مذمت ہے۔ گو یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس ظلم وستم کے باوجود اسلام مٹا نہیں بلکہ دن بدن ترقی کرتا چلا گیا۔

رابطہ عالمِ اسلامی کی ظالمانہ اور خلافِ اسلام قرارداد کفارِ مکہ کے معاہدہ کا ایک چربہ ہے ـــ !!

مگر ہائے افسوس! آج یہی علماء و فضلاء اپنے آپ کو اسلام کا واحد اجارہ دار سمجھتے ہیں جماعتِ احمدیہ کی روز افزوں ترقی۔ اکنافِ عالم میں اُن کی تبلیغِ اسلام اور ان کے مقابل پر اپنی پے در پے ناکامیوں اور نامرادیوں کو

(باقی دیکھئے صلا پر)

لاہور میں صمدانی ٹریبونل کے سامنے

واقعہ ربوہ کے سلسلہ میں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا بیان

ذیل میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ـــ وہ بیان اخبار "مشرق" لاہور سے نقل کیا جاتا ہے جو حضور نے ربوہ کے واقعہ کی تحقیقات کرنے والے ٹریبونل کے سامنے دیا. اس بیان کی صحت اور عدم صحت کے بارہ میں [illegible] البتہ جو کچھ اخبار مشرق لاہور مجریہ ۲۱ر جولائی ۷۴ء میں شائع شدہ ہمیں میسر آیا ہے وہ احباب کے مطالعہ کے لئے نقل کیا جا رہا ہے۔

(ادارہ بدر)

اخبار "مشرق" میں حضور کا بیان اِس طرح شائع ہُوا ہے :ـــ

"لاہور۔ ۲۱ر جولائی (سٹاف رپورٹر) احمدیہ فرقہ کے سربراہ مرزا ناصر احمد نے واقعہ ربوہ کی تحقیقات کرنے والے ٹریبونل کے سامنے جو شہادت دی تھی اس میں انہوں نے کہا کہ ۲۹ مئی کو جس وقت ربوہ ریلوے سٹیشن پر ہنگامہ ہُوا وہ خود ربوہ میں موجود نہ تھے اس روز صبح وہ ربوہ سے دس بارہ میل دور اپنی اراضی پر چلے گئے تھے جہاں ان کا ڈیرہ ہے. وہ ساڑھے دس بجے واپس آئے تو انہیں اطلاع ملی کہ سٹیشن پر ہنگامہ ہُوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ انہوں نے اس واقعہ کی سنگینی کا احساس ہو جانے کے بعد اس کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی اس وجہ سے کوشش نہیں کی کہ اس قسم کے واقعات گذشتہ تین سال سے اس مُلک میں معمول بن چکے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ ان کے ساتھ احمدیہ جماعت کے ارکان کی وفاداری ریاست کے ساتھ وفاداری سے متصادم نہیں کیونکہ احمدیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ قانون کی پابندی کرنی چاہیئے۔ تاہم کسی ملک کا قانون شریعت سے ہم آہنگ نہ ہو تو پھر ایسے ملک سے احمدیوں کو ہجرت کرنی چاہیئے۔

مرزا ناصر احمد نے کہا کہ لاہوری جماعت سے ان کا کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ نہ انتظامی اور نہ روحانی۔ انہوں نے کہا کہ جماعت احمدیہ کے خلیفہ کے انتخاب کے لئے ایک انتخابی ادارہ قائم ہے اس معاملہ میں جماعت کا متعلقہ لٹریچر وہ ٹریبونل کو فراہم کر دیں گے۔ تاہم وہ یہ بات واضح کرنا چاہتے ہیں کہ کسی خلیفہ کا جسمانی یا ذہنی طور پر معذور ہو جانا اس کی جگہ کسی دوسرے خلیفہ کے تقرر کا جواز پیدا نہیں کرتا۔ اور کسی خلیفہ کے خلاف کوئی کارروائی کی جا سکتی ہے۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ خلیفہ کا انتخاب خدا کی مرضی سے ہوتا ہے۔ اِس لئے کسی ایسے شخص کے خلیفہ منتخب ہونے کا امکان نہیں جو بعد میں عقیدے سے منحرف ہو جائے۔ انہوں نے کہا کہ خلیفہ کی حیثیت سے میں اپنی جماعت کے انتظامی و روحانی سربراہ کے طور پر فرائض انجام دیتا ہوں۔ اور اس حیثیت میں مجھے نہ صرف جماعت سے وابستہ افراد کے درمیان تنازعات اور مسائل [illegible] بلکہ جماعت کی مختلف تنظیموں کے درمیان بھی ایک آخری اور بااختیار عدالت کی پوزیشن حاصل ہوتی ہے۔ میں مجلس شوریٰ کی صدارت بھی کرتا ہوں۔ جو جماعت کا سالانہ بجٹ منظور کرتی ہے۔

انہوں نے کہا میں یہ وضاحت کر دوں کہ جہاں تک تنازعات اور مقدمات کے فیصلہ کا تعلق ہے میں صرف ان مقدمات کی سماعت کرتا ہوں جو دیوانی نوعیت کے ہوں۔ اور جن میں فریقین ہمارے اختیار اور فیصلے کو تسلیم کرنے کا اعلان کریں۔ فوجداری معاملات میں جو معاملات قابلِ دست اندازی پولیس ہیں وہ پولیس کے حوالہ کئے جاتے ہیں۔ البتہ فوجداری معاملات میں بھی اگر کسی دوسرے ادارے کے ذریعہ قانونی طور پر فیصلہ کی گنجائش ہو تو میں ان کی سماعت کرتا ہوں۔ مجھے جماعت کے تمام چھوٹے بڑے معاملات کی باقاعدہ رپورٹیں پیش کی جاتی ہیں۔ اس لئے میں جماعت کے تمام امور کی نگرانی کر سکتا ہوں۔ مذہبی سربراہ کے طور پر میں جماعت کے رکن افراد اور پوری جماعت کی نجات اور رہنمائی کے لئے خدا سے دُعا کرتا ہوں۔ دینی معاملات میں ان کی رہنمائی کرتا ہوں۔ اسلامی اصولوں پر عمل درآمد کے سلسلہ میں ہدایات دیتا ہوں۔ اور موجودہ حالات کی روشنی میں قرآن کریم کی آیات کی تشریح کرتا ہوں۔ اس ضمن میں ۱۹۷۰ء میں جس مسئلے سے مجھے سابقہ پیش آیا وہ سوشلزم کا معاملہ تھا اور میں نے اپنی جماعت کے لوگوں کو بتایا کہ معاشی میدان میں بھی اسلام کا نظام سوشلزم اور کمیونزم سے بہتر ہے۔

انہوں نے کہا کہ جماعت کے ارکان کی میرے ساتھ وفاداری ریاست سے وفاداری کے ساتھ متصادم نہیں کیونکہ قانون کی پابندی ہمارا عقیدہ ہے البتہ اگر کسی ملک کا قانون شریعت سے ہم آہنگ نہ ہو تو پھر اس ملک میں رہنے والے افراد کے لئے یہ لازم ہوگا کہ وہ اس ملک سے ہجرت کر جائیں۔ انہوں نے بتایا کہ اُن کے اندازے کے مطابق پاکستان میں احمدیوں کی تعداد ۳۵ اور ۴۰ لاکھ کے درمیان [illegible] اور پوری دُنیا میں ان کی تعداد ایک کروڑ کے لگ بھگ ہے۔

۲۲ر مئی کو ربوہ ریلوے اسٹیشن پر واقعہ کے تقریباً دو گھنٹہ بعد مجھے واقعہ کی اطلاع ملی کہ ریلوے اسٹیشن پر نشتر میڈیکل کالج کے طلباء نے نعرے بلند کئے جس کے نتیجہ میں بعض نوجوانوں اور طلباء سے جو اس وقت ریلوے اسٹیشن پر [illegible] اُن کا جھگڑا ہو گیا ہے۔ جماعت کی کسی تنظیم [illegible] بارے میں کوئی رپورٹ پیش نہیں کی [illegible] ہے کہ میں نے اس واقعہ [illegible] احمدیوں کے اقدام کی تصدیق نہیں کی۔ تاہم میں نے اس واقعہ کو معمولی تصور کیا۔ مرزا ناصر احمد نے کہا کہ یہ درست ہے کہ میں نے ۲۴ر مئی کے خطبہ جمعہ میں احمدیوں کو جذبات پر قابو رکھنے اور اپنی تعلیمات اور عقائد کے مطابق رویہ اختیار کرنے کی تلقین کی تھی۔

انہوں نے کہا کہ ۲۹ر مئی کی صبح میں ربوہ سے بارہ تیرہ میل دور اپنے بچوں اور دوستوں کے ہمراہ اپنی اراضی پر چلا گیا تھا تاکہ وہاں آرام کر سکوں۔ یہ اراضی [illegible] اور والدہ نے پٹے پر لی ہوئی تھی۔ [illegible]

خلاصہ خطبہ جمعہ

ذیل میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے اس خطبۂ جمعہ کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے جو حضور انور نے مسجد اقصیٰ ربوہ میں مورخہ ۱۹ر وفا (جولائی) کو ارشاد فرمایا ـــ (ایڈیٹر بدر)

ربوہ ۱۹ر وفاء (جولائی)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد اقصیٰ میں نمازِ جمعہ پڑھائی۔ خطبۂ جمعہ میں حضور نے اس امر کو واضح فرمایا کہ اسلام کی رُو سے اچھے شہری وہ ہیں جو دوسروں کے شہری حقوق کی ادائیگی کی کماحقہٗ کوشش کے علاوہ اس امر پر ایمان رکھتے ہوں کہ اپنے ملک سے پیار کرنا اور حسب استطاعت و طاقت اس کی فلاح و بہبود کے لئے کوشاں رہنا ایمان کا ایک شعبہ ہے کیونکہ ہمارے آقا و مولیٰ خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حُبُّ الوطنِ مِنَ الایمان۔ شہریوں کے حقوق ایک تو حکومت متعیّن کرتی ہے۔ ان کی ادائیگی بھی ہمارا فرض ہے لیکن اس سے بڑھ کر ہماری یہ بھی ذمہ داری ہے کہ خدا تعالیٰ نے جن جن چیزوں کو حبِ وطن میں شامل کیا ہے اور جو جو تقاضے اُس نے مقرر فرمائے ہیں ہم انہیں بھی پورا کریں۔ اس میں سے ایک بنیادی حکم یہ ہے کہ شریعت حقّہ کے جملہ احکام کی بجا آوری میں قطعاً کوئی کوتاہی نہ کرو۔ اور اسی طرح ملک کے مروّجہ قوانین کی پابندی اور اطاعت کو لازم پکڑو۔ اس لئے ایک مقدس مذہبی فریضہ کے طور پر ہر احمدی کا یہ فرض ہے کہ ملک کی خیر خواہی کے لئے اس سے جو بھی بن آتا ہے اسے انجام دینے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے۔ اس پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ دِلی خیر خواہی اور انتھک محنت سے اپنے ملک کو ایک حسین سرسبز و شاداب اور ثمر آور [illegible] باغ میں تبدیل کر دکھائے۔

اسی ضمن میں حضور نے اس امر کا بھی ذکر فرمایا کہ بعض شہروں میں حکومت نے احمدیوں کو واپس آنے اور اپنے گھروں میں آباد ہونے کی اجازت دینی شروع کر دی ہے۔ ایسے احمدیوں کو چاہیئے کہ جہاں جہاں بھی حالات کی درستی کے نتیجہ میں افسران احمدیوں کو واپس آنے اور اپنے گھروں میں آباد ہونے کی اجازت دینے پر آمادہ ہوں تو وہ اُن کے اور علاقہ کے شرفاء کے ساتھ جن کی خدا تعالیٰ کے فضل سے ملک میں کمی نہیں ہے، پُورا پُورا تعاون کرتے ہوئے اپنے گھروں میں جا کر آباد ہوں۔ اور اسلامی تعلیم کے مطابق محبت و پیار کا آئینہ دار حسین معاشرہ قائم کرنے اور اُسے فروغ دینے میں اپنی ذمہ داریوں کو کماحقہٗ ادا کریں۔ اس ضمن میں حضور نے ہدایت فرمائی کہ صدر انجمن احمدیہ کو اضلاع میں کمیٹیاں بنا دینی چاہئیں۔ جن میں مقامی جماعتوں کے ذمہ دار افراد بھی شامل ہوں۔ اور صدر انجمن احمدیہ کے نمائندے بھی شامل ہوں۔ یہ کمیٹیاں حالات کا جائزہ لے کر حکومت کے افسران اور علاقہ کے شرفاء کے ساتھ رابطہ قائم کر کے اُن کے مشورہ اور باہمی تعاون سے احمدیوں کو اُن کے گھروں میں آباد کرانے کی کوششیں شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ اور توکّل رکھتے ہوئے انہیں ہر جگہ حالات کو نارمل حالات پر لانے میں حکومت اور وہاں کے شرفاء کے ساتھ پورا پورا تعاون کرنا چاہیئے۔ اور اپنے گھروں میں آباد ہو کر ملک و قوم کی خدمت کرنے اور اسے ترقی دینے کے کام میں پورے جذبہ و جوش کے ساتھ بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیئے ۔

(الفضل مورخہ ۲۰ر جولائی ۱۹۷۴ء / وفاء ۱۳۵۳ ہش)

پر ہمارا اپنا ڈیرہ بھی موجود ہے۔ ہم وہاں سے ساڑھے دس بجے واپس لوٹے۔ اور گیارہ بارہ بجے کے درمیان مجھے کسی نے بتایا کہ ربوہ سٹیشن پر کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے۔ اس بات چیت سے مجھے یہ تاثر ہوا کہ وہ معاملہ ۲۲ر مئی کی نسبت زیادہ سنجیدہ نوعیت کا ہے۔ کیونکہ اطلاع دینے والا خود اس واقعہ کا عینی شاہد نہیں تھا۔ اس لئے وہ مجھے تمام تفصیلات سے آگاہ نہ کر سکا۔ نہ ہی جماعت کے شعبہ نے مجھے اس واقعہ کے بارے میں رپورٹ پیش کی۔ البتہ جب شام کو پولیس اس سلسلہ میں کارروائی کے لئے آئی تو مجھے اندازہ ہوا کہ کوئی سنگین واقعہ رونما ہوا ہے۔

عدالت نے سوال کیا کہ جب آپ نے محسوس کر لیا کہ یہ سنگین واقعہ تھا۔ تو کیا آپ نے اس بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی؟ جواب میں مرزا ناصر احمد نے کہا کہ اس کے بعد بھی میں نے اس واقعہ کو کوئی زیادہ اہمیت نہ دی کیونکہ اوّل تو گذشتہ تین سال کے دوران ایسے واقعات ہمارے ملک میں معمول بن چکے ہیں۔ دوسرے یہ کہ پولیس وہاں پہنچ گئی تھی۔ اور اس نے اپنی کارروائی شروع کر دی تھی۔ اگرچہ میں نے اپنے طور پر کسی قسم کی معلومات حاصل نہیں کیں۔ تاہم جو اطلاعات مجھے ملی تھیں ان کے مطابق میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس واقعہ میں جماعت احمدیہ کا کوئی ہاتھ نہیں تھا۔ انہوں نے کہا کہ جماعتِ احمدیہ کا اس میں ملوث ہونا ممکن ہی نہیں۔ نہ صرف یہ کہ جماعتِ احمدیہ بلکہ اس کی کسی ذیلی تنظیم یا جماعت احمدیہ سے متعلق چند افراد بطور گروہ بھی اس واقعہ کا منصوبہ نہیں بنا سکتے تھے۔

انہوں نے کہا کہ میرے خیال میں یہ **منصوبہ متحدہ حزب اختلاف یا انتظامیہ** کے اس گروہ نے بنایا ہوگا جو پیپلز پارٹی میں مختلف الخیال عناصر کے جمع ہو جانے کی وجہ سے اس پارٹی میں موجود ہے۔ میری رائے میں اس واقعہ کی زیادہ ذمہ داری صوبائی انتظامیہ پر عائد ہوتی ہے۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس منصوبے کے پیچھے وفاقی حکومت کا ہاتھ تھا۔ انہوں نے کہا کہ انہوں نے اس سلسلہ میں انتظامیہ کا جو ذکر کیا ہے اس سے ان کی مراد صوبائی انتظامیہ سے ہے۔ مزید برآں نشتر میڈیکل کالج کے ایک طالب علم کے بیان کے مطابق جس کا تعلق جمعیت طلباء سے تھا انہیں یہ ہدایت تھی کہ اگر وہ ربوہ کے لوگوں کو مشتعل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکیں تو پھر آپس میں ایک دوسرے کو مار کر زخمی کر دیں۔ یہ بات جس طالب علم نے بتائی وہ جمعیت طلباء سے تعلق رکھتا ہے۔ اور کیمبلپور کا رہنے والا ہے اور اس کے والد کا تعلق جماعت اسلامی سے ہے۔ انہوں نے کہا کہ سٹیشن کے واقعہ میں ربوہ کے بعض افراد نے بھی حصہ لیا تھا۔ لیکن انہوں نے کسی فرد یا جماعت کی ہدایت پر ایسا نہیں کیا بلکہ وہ صرف وقتی طور پر مشتعل ہو گئے تھے۔

انہوں نے کہا کہ میری اطلاع کے مطابق کچھ مسافر بھی اس واقعہ میں شریک تھے۔ جن کی تعداد ایک اطلاع کے مطابق سات اور آٹھ اور دوسری اطلاع کے مطابق دس بارہ تھی۔ انہوں نے کہا کہ ربوہ میں تفتیش کی غرض سے جانے والے انٹیلی جنس کے ایک آفیسر نے بھی کہا تھا کہ یہ واقعہ ربوہ کے لوگوں کی منصوبہ بندی کا نتیجہ نہیں تھا۔ اس آفیسر نے خود مجھ سے یہ بات کہی تھی اور بتایا تھا کہ وہ اپنی رپورٹ میں بھی یہی بات بیان کرے گا۔ اس افسر کا یہ بھی خیال تھا کہ اس کا افسرِ اعلیٰ اس کی رپورٹ پر ضرور یقین کرے گا کیونکہ وہ صحیح رپورٹ دینے والا افسر سمجھا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مذکورہ آفیسر یکم جون کو ربوہ گیا تھا۔ اور وہ احمدی نہیں ہے۔ اور پہلی بار ربوہ آیا تھا۔ مرزا ناصر احمد نے کہا کہ یہ درست ہے کہ ۳۱ر مئی کو جمعہ کے خطبہ میں میں نے کہا تھا کہ یہ واقعہ کسی باقاعدہ سکیم کا نتیجہ ہے۔ لیکن یہ بات میں نے ان واقعات کی بناء پر کہی تھی جو واقعہ ربوہ کے بعد مختلف مقامات پر رونما ہوئے تھے۔ پہلی بات یہ ہے کہ جب حادثہ سے متاثرہ ٹرین لائلپور پہنچی تو وہاں ایک بہت بڑا ہجوم پہلے سے موجود تھا۔ علماء بھی تھے جو لاؤڈ اسپیکروں پر تقاریر کر رہے تھے۔ اور اسی دن چند گھنٹوں کے اندر اندر لائلپور میں ہنگامے شروع ہو گئے۔

اس کے بعد ہونے والے واقعات سے میں نے یہ تاثر قبول کیا کہ یہ سب ایک باقاعدہ منصوبے کا حصہ ہیں۔ جس کا آغاز ربوہ سٹیشن کے واقعہ سے ہوتا ہے۔ عدالت نے استفسار کیا کہ اگر آپ کے نزدیک یہ سارا منصوبہ احمدیوں کے سوا کسی دوسری تنظیم نے بنایا تھا تو پھر احمدیوں نے اس میں کیوں حصہ لیا جب کہ خود آپ کے بیان کے مطابق ۲۹ مئی کو جن احمدیوں نے اس واقعہ میں حصہ لیا۔ ان کا رویہ احمدیوں کی عام روش کے برعکس ہے۔ جواب میں مرزا ناصر احمد نے کہا کہ جن احمدیوں نے اس واقعہ میں جو حصہ لیا وہ کسی منصوبے کے تحت نہیں ہو سکتا بلکہ وہ صرف وقتی اشتعال کی بناء پر اس میں ملوث ہوئے۔ البتہ ان کے علاوہ جو غیر احمدی اس واقعہ میں شامل ہوئے ان کی خدمات منصوبہ سازوں نے یقیناً کرایہ پر حاصل کی ہوں گی۔ اور جس طرح دوسرے شہروں میں حکومت کی انٹیلی جنس کے ایجنٹ موجود ہیں اسی طرح ربوہ میں موجود ان ایجنٹوں کا پتہ چل جائے تو یہ بھی معلوم کیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے اس واقعہ میں حصہ لیا یا نہیں۔

انہوں نے کہا ہم نے ربوہ کے واقعہ میں شامل ان بیرونی عناصر کی نشاندہی کے لئے کوشش نہیں کی۔ کیونکہ ایسا کرنا پولیس کی تفتیش میں مداخلت کے مترادف ہوتا ہے۔ اس واقعہ کے سلسلہ میں جو فوجداری مقدمہ درج ہوا ہے اس کی تفتیش مکمل ہو جانے کے بعد ہم اپنے طور پر اس کی تفتیش کریں گے کہ اس واقعہ میں ملوث بیرونی عناصر کون تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے واقعہ کے بعد صدر عمومی یا ناظر امور عامہ کو معلومات حاصل کرنے کے لئے طلب نہیں کیا۔ کیونکہ میرا خیال تھا کہ جب تک ملک کے حالات معمول پر نہ آ جائیں اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ ربوہ میں مقیم بعض ایسے افراد کو بھی اس واقعہ میں ملوث ہونے کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا ہے جو غیر احمدی ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد گرفتاریاں اندھا دھند کی گئیں۔ انہوں نے کہا کہ میرے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ اس واقعہ میں کوئی غیر ملکی قوت بھی ملوث ہے۔ اس موقع پر مرزا ناصر احمد کو اس انٹرویو کا مسودہ دکھایا گیا جو انہوں نے اے پی اے کے نامہ نگار ڈرین جیفریز کو دیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اس انٹرویو کی رپورٹنگ عمومی طور پر غلط ہے البتہ کچھ حصے درست ہیں۔ مثلاً پیراگراف اے اور بی درست ہیں۔ بعض دوسرے پیراگراف کچھ غلط اور کچھ صحیح ہیں۔ مثلاً یہ بات بالکل غلط ہے کہ میں نے رپورٹر سے کہا تھا کہ واقعہ ربوہ اور اس کے بعد ہونے والے واقعات میں ۲۵ احمدی ہلاک ہوئے ہیں۔ نیز یہ بات بھی غلط طور پر رپورٹ کی گئی ہے کہ میں نے کہا کہ حکومت کو ایسے "احمقانہ اعلانات" جاری کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ بات درست نہیں ہے۔ کہ پاک فضائیہ کے طیاروں نے ربوہ میں سالانہ جلسہ کے موقع پر انہیں سلامی دی تھی۔ بلکہ انہیں تو یہ بھی علم نہیں کہ ہوائی جہاز کس طرح سلامی دیا کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ بات درست نہیں ہے کہ ہم ۲۵۰۰ سے ۳۰۰۰ میل کے دائرہ کے اندر کام کرنے والے ٹرانسمیٹر کینیڈا سے خریدنا چاہتے تھے۔ تاہم نائیجیریا میں ہم اپنا براڈ کاسٹنگ سٹیشن قائم کرنے کا ارادہ رکھتے تھے جس کے لئے پاکستان کے علاوہ دوسرے ممالک کے احمدیوں سے رقم حاصل کی جائے گی۔ اگرچہ کینیڈا کے ایک احمدی نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ ٹرانسمیٹر کی خریداری کے لئے کینیڈا میں گفت و شنید کریں۔ لیکن میں نے کہا تھا ہم کینیڈا سے ٹرانسمیٹر خریدنا نہیں چاہتے۔ اور میں اس سلسلہ میں جاپان میں متعلقہ اداروں سے بات چیت کر رہا ہوں۔

انہوں نے کہا کہ محمد علی نام کا کوئی ملازم میرے یہاں نہیں رہا۔ تاہم تعلیم الاسلام کالج میں ایک ملازم محمد علی اس وقت ہوتا تھا جب میں وہاں پرنسپل تھا۔ یہ صحیح ہے کہ چند ماہ قبل اُسے قتل کر دیا گیا ہے۔ تاہم مجھے یہ معلوم نہیں کہ اس کے قاتلوں کا سُراغ ملا یا نہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجھے یہ بات معلوم تھی کہ ۲۲ر مئی کو نشتر میڈیکل کالج کے جو طلباء ربوہ سے گزرے ہیں وہ ۲۹ر مئی کو واپس لوٹیں گے۔ اور یہ بات مجھے اس شخص نے بتائی تھی جس نے ۲۲ر مئی کے واقعہ کی اطلاع دی تھی۔

(روزنامہ مشرق لاہور
۳۱ر جولائی ۱۹۷۴ء صفحہ ۱ و ۶)

دُعائے نِعمُ البَدَل

قادیان ۹ر اگست۔ کل امرتسر وی۔ جے ہسپتال میں مکرم چوہدری فیض احمد صاحب ناظر بیت المال آمد کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمایا۔ لیکن نومولود پیدائشی طور پر بہت کمزور تھا۔ باوجود بڑی کوشش اور عملہ ہسپتال کی طرف سے بروقت آکسیجن دینے کا انتظام کرنے کے آٹھ گھنٹہ زندہ رہ کر بچہ وفات پا گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بلاشبہ مکرم چوہدری صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ کیلئے یہ بہت بڑا صدمہ ہے۔ مگر مرضیٔ مولیٰ از ہمہ اَولیٰ۔ جلد ہی بچے کا جنازہ بذریعہ ٹیکسی قادیان لایا گیا۔ حضرت امیر صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور بچہ قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ چوہدری صاحب اپنی اہلیہ صاحبہ کی شدید علالت کے سبب اسی وقت واپس امرتسر روانہ ہو گئے۔ ادارہ بدر اس شدید صدمہ پر مکرم چوہدری صاحب سے دلی تعزیت کرتے ہوئے دعا گو ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں اپنی جناب سے نعم البدل عطا کرے اور آپ کو، آپ کی اہلیہ صاحبہ اور آپ کی بیٹی کو صبرِ جمیل کی توفیق دے۔ آمین ٭

تحقیقاتی ٹریبونل میں حضرت امام جماعت احمدیہ کے بیان کے متعلق ضروری وضاحت

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تحقیقاتی ٹریبونل میں ۱۸ جولائی ۱۹۷۴ء کو جو بیان دیا تھا وہ لاہور کے بعض اخباروں میں شائع ہوا ہے۔ ہماری اطلاع کے مطابق **اوّل** تو ان اخباروں نے حضرت امام جماعت احمدیہ کا مکمل بیان شائع نہیں کیا ہے **دوسرے** بیان کا جو ادھورا حصہ انہوں نے شائع کیا ہے وہ سو فیصد درست نہیں ہے ٭ (الفضل ربوہ مورخہ یکم اگست ۱۹۷۴ء)

پاکستان میں احمدیوں پر ظلم و ستم کا سلسلہ جاری!

احمدیوں کی علمی برتری ختم کرنے کا ناپاک منصوبہ

جگہ جگہ سوشل بائیکاٹ۔ عقیدہ سے منحرف کرنے کیلئے جبر و تشدد مارپیٹ اور دلآزاری کی کھلی چھٹی

قادیان ۱۶ اگست۔ پاکستان میں احمدیوں پر طرح طرح کے ظلم و ستم کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ ۱۲ جولائی تک کی موصولہ اطلاعات شائع ہو چکی ہیں۔ ہفتہ زیر اشاعت لنڈن مشن کے توسط سے ۱۲ جولائی سے ۲۴ جولائی تک کی جو اطلاعات ملی ہیں اس کی تفصیل شہر اور قصبہ وار ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ اس قسم کے تکلیف دہ مظالم کے ساتھ ساتھ ایک اور ناپاک منصوبہ بھی بروئے کار لایا جانے لگا ہے۔ جس کے نتیجہ میں چند دن کے اندر اندر جماعت کا پڑھا لکھا طبقہ (خدا نہ کرے) قتل کر دیا جائے۔ اور اس طرح غیروں پر جماعتِ احمدیہ کو جو علمی برتری حاصل ہے اور اس میں کثرت سے جو بی۔اے، ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی وغیرہ ہیں ان کی تعداد کو کم کر دیا جائے۔ اس کے لئے تبادلہ کا ظالمانہ طریق سوچا گیا معلوم ہوتا ہے۔ اس طرح کہ ربوہ کالج کے بعض سینئر موسٹ پروفیسروں کو جن میں سے بعض پوسٹ گریجوایٹ کلاسز بھی لیتے ہیں، ایم۔اے کے امتحان کے PAPER SETTER ہیں حتیٰ کہ بورڈ آف سٹڈیز کے ممبر بھی ہیں۔ انہیں کسی دوسرے ادنیٰ سے مقام کے انٹر کالج میں پروفیسر بھی نہیں بلکہ عربی لیکچرار کی پوسٹ پر کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح فزکس کے ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ کو ایک ایسے کالج میں تبدیل کر دیا گیا ہے جو صرف بی۔اے، بی۔ایس سی تک ہے۔ پھر بڑا ظلم یہ کہ ایک طرف تو تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے پرنسپل کو تبدیل کر کے ایک دوسرے مقام کے معمولی سے کالج میں قائم مقام پرنسپل مقرر کیا ہے۔ اس کے مقابل پر تعلیم الاسلام کالج ربوہ کا پرنسپل چنیوٹ کے ایک جونیئر لیکچرار کو مقرر کیا گیا ہے۔ اسی طرح بعض اساتذہ کو چنیوٹ جیسے مقام پر جہاں کے حالات یہ ہیں کہ کسی احمدی کا کھلے بندوں وہاں پھرنا بھی ممکن نہیں حتیٰ کہ بعض دفعہ پولیس پکڑ کر لے جاتی ہے۔ اور دو تین دن بھوکا رکھتی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ تبادلہ، تبادلہ کی غرض سے نہیں بلکہ جس طرح اوپر ذکر ہوا اس لئے ہے کہ چند دنوں کے اندر اندر احمدیوں کا پڑھا لکھا طبقہ ایک ناپاک منصوبہ کے تحت موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ اور احمدیوں کو جو علمی فضیلت حاصل ہے اُسے بالکل ہی ختم کر دیا جائے۔ (خدا ایسا وقت نہ لائے آمین)

تازہ اطلاعات سے پتہ چلتا ہے کہ بائیکاٹ کی شدت میں کوئی کمی نہیں آئی ہے۔ بلکہ بعض مقامات پر تو احمدیوں کے جانوروں تک کو چارہ میسّر نہیں ہے۔ سارے پاکستان میں دیواروں پر انتہائی دلآزار اور اشتعال انگیز نعرے جگہ جگہ درج ہیں۔ جن میں دو نعرے یہ ہیں "احمدیوں کا قبرستان، پاکستان پاکستان" اور "SLAUGHTER QADIANIS" وغیرہ۔

اگست کے وسط میں کالجز کھل رہے ہیں اور اس بات کا شدید خطرہ ہے کہ احمدی طلباء اور اساتذہ کو اوّل تو تعلیمی اداروں میں شاید داخل نہ ہونے دیں یا اُن کو ضرر پہنچائیں۔

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ باقاعدہ طور پر "توبہ نامہ" کے فارم طبع کروا کر ملک بھر میں بکثرت تقسیم کئے جا رہے ہیں۔ احمدیوں کو عقیدہ چھوڑنے اور اس کی خانہ پُری کرنے کے لئے جبر و تشدد اور ظلم و ستم کا ہر حربہ استعمال میں لایا جا رہا ہے۔ بایں ہمہ فارم میں بڑی ڈھٹائی سے یہ بھی درج ہے کہ "بلا جبر و اکراہ اپنے سابقہ عقیدہ سے توبہ کر رہا ہوں۔" انا للہ و انا الیہ راجعون۔

یہ ہیں چند مختصر احوال اس ملک کے جو اسلامی جمہوریہ ہونے کا دعویٰ رکھتا ہے۔ اور اس کی اکثریت، اقلیت کا قافیہ حیات تنگ کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھ رہی — بایں ہمہ باہر کی دنیا پر یہی تاثر دیا جا رہا ہے کہ اندرونِ ملک حالات پُرسکون ہیں اور کوئی ناخوشگوار واقعہ رُونما نہیں ہو رہا۔ سچ ہے جب حکومت کی مشینری فسادیوں کی پشت پناہی کر رہی ہو اور امن و انتظام برقرار رکھنے کی ذمہ دار انتظامیہ، مظلوم کی دادرسی کرنے کی بجائے کھلے بندوں غنڈوں کی حمایت پر ہو۔ اور ظالم کے ہاتھ مضبوط کر رہی ہو تو اس ملک میں شریف اقلیتی فرقہ کا اللہ ہی حافظ و ناصر ہے۔

وَ اِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی!

وَ ھُوَ حَسْبُہٗ کَفٰی!!

جگہ جگہ بائیکاٹ اور ایذاء رسانی کی شہر اور قصبہ وار تفصیل

احمدیوں کا بائیکاٹ بدستور جاری ہے۔ گو کہیں کہیں اس میں کچھ کمی بھی ہے لیکن قطعی طور پر یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ کوئی واضح تبدیلی وجود میں آگئی ہے۔ جب تک مقامی طور پر مولوں کی تقریروں پر پابندی نہیں لگتی اور اشتعال انگیزی کا سلسلہ بند نہیں ہوتا۔ حالات کا سدھرنا مشکل نظر آتا ہے۔ مولوی کی اشتعال انگیزی کے نتیجہ میں جہاں بائیکاٹ جاری ہے وہاں مارپیٹ آتش زنی و مسجدوں پر قبضہ، احمدیوں کے گھیراؤ، احمدیوں پر پتھراؤ کے متفرق واقعات کی اطلاعات بھی آ رہی ہیں۔

ترارکھل آزاد کشمیر ایک احمدی عبد القیوم کے مکان پر شدید پتھراؤ کیا گیا۔ اور قریبی گاؤں نیریاں میں ایک احمدی ماسٹر عبد الحمید کی زرعی زمین کے ایک حصہ پر مخالفین نے قبضہ کر لیا۔

گگو منڈی گگو منڈی کے صدر جماعت احمدیہ ڈاکٹر بشیر احمد صاحب عارف والہ کو پولیس نے دفعہ ۱۰۷-۱۵۰ کے تحت بلاوجہ گرفتار کر لیا تھا۔

گکھڑ منڈی خوردنی اشیاء اور باقی کام کاج پر پابندی کے علاوہ خاکروبوں کو بھی گزشتہ کئی دنوں سے احمدی گھروں کی صفائی کرنے اور گندگی اٹھانے سے منع کیا گیا ہے۔ زمیندارہ کام آدمی نہ ملنے کی وجہ سے بند پڑا ہے۔ مُنجی (دھان) کی بوائی کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے۔

شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ ۲۰ جولائی کو ایک احمدی عبد اللطیف صاحب زرگر کی دکان کو جلا دیا گیا جس میں دو ہزار روپے کے سامان کے علاوہ بانیٔ جماعت احمدیہ کی نادر کتب اور سول ہسپتال کے انچارج احمدی ڈاکٹر کا رُوسی ٹیلیویژن اور ایک سائیکل بھی موجود تھا۔

منڈی پھلروال پھلروال میں صرف ایک احمدی بستے ہیں لمبے عرصہ سے ان کا بائیکاٹ ہے۔ ان کا لڑکا گزشتہ دنوں بیمار ہو گیا تو وہاں پر سوشل بائیکاٹ کی وجہ سے کوئی اس کا علاج کرنے کو تیار نہ ہوا۔

اسلام آباد مولوی صاحبان مختلف محلوں میں درس وغیرہ اس رنگ میں دے رہے ہیں جس سے عوام الناس میں احمدیوں کے خلاف اشتعال پیدا ہو گیا ہے۔ چنانچہ ایک احمدی منیر احمد سنوری کو پکڑ کر ایک جلسے میں لے گئے۔ اور ان کو اپنے عقائد تبدیل کرنے کے لئے مجبور کرتے رہے۔

پپلاں (ضلع میانوالی) ایک احمدی فوٹوگرافر کی دکان "کراچی فوٹو سٹوڈیو" کو لوٹ لیا گیا اور ان پر عرصۂ حیات تنگ کر کے بے سروسامانی کے عالم میں ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا۔

سمہ سٹہ لیاقت پور کے مولوی انور نورانی اور بہاولپور سکالیج یونین کے صدر نے اشتعال انگیز تقاریر کے ذریعہ سمہ سٹہ کے پُرسکون حالات بگاڑ دیئے۔ ایک غیر احمدی ڈپو ہولڈر نے ان کی تقاریر کو ٹیپ کر لیا ہے اور بار بار لوگوں کو ٹیپ سنا کر مشتعل کرتا رہا۔

میرک (ضلع ساہیوال) ایک احمدی غلام احمد ولد غلام مصطفےٰ تحصیل اوکاڑہ میں اپنے گاؤں میرک اپنے عزیزوں سے ملنے گئے تو انہوں نے اپنے گھر کی چار دیواری کا عجیب منظر دیکھا۔ گھر کے سب دروازے اوباشوں نے بند کر رکھے تھے اور آگے دیوار کھنچی ہوئی تھی نہ کوئی گھر کے اندر جا سکتا تھا نہ اندر سے باہر آ سکتا تھا۔ ان کو اپنے مویشیوں کے لئے چارہ تک دیوار کے ساتھ سیڑھی لگا کر اندر پہنچانا پڑتا ہے۔ اور یہ سلسلہ کئی ہفتوں سے چل رہا ہے۔ دیواروں پر عجیب قسم کے کارٹون بنائے گئے ہیں۔ اور احمدیوں کے متعلق گندے الفاظ لکھے ہیں۔

مذکورہ بالا احمدی کو دیکھ کر اوباشوں نے شور مچا دیا۔ اور انہیں والدین اور چھوٹے چھوٹے بہن بھائیوں کو ملنے کی اجازت نہ دی۔

علی پور چٹھہ احمدی ڈاکٹر محمد اسلم کی دکان پر مخالفین ان کو مجبور کرتے رہے کہ اپنے عقائد تبدیل کرو۔ اور کلمہ پڑھو۔ چنانچہ انہوں نے کلمہ پڑھا اور لوگ چلے گئے۔ غیر احمدی مولوی محمد سعید نے لوگوں کو کہا کہ جب تک مرزا صاحب کو یہ گالیاں نہ نکالے بات نہیں بنتی۔ چنانچہ اگلے روز لوگ جلوس کی شکل میں اُن کے پاس آ گئے اور مرزا صاحب کو گالیاں نکالنے کو کہا لیکن ڈاکٹر صاحب نے انکار کیا۔ اس پر انہیں مارا پیٹا گیا بے عزتی کی گئی دکان بند کرا دی گئی۔ اس کے بعد بنوں پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کے گھر گیا اور پتھراؤ کرنے لگے۔

دروازے توڑ دیئے۔ اب علی پور چٹھہ میں سخت بائیکاٹ ہے۔ سودا وغیرہ نہیں ملتا۔ احمدی گھر سے باہر نہیں نکل سکتے۔ اور ان کا کاروبار بند پڑا ہے۔

باغ (آزاد کشمیر)

(۱) مورخہ ۸۴/۶/۸ کو گوجرانوالہ سے مولویوں نے آکر یہاں جلسہ کیا۔ نہایت اشتعال انگیز تقاریر کیں۔ فحش گالیاں دیں اور اعلان کیا کہ احمدی جمعہ سے قبل احمدیت سے تائب ہو جائیں ورنہ ان کا سوشل بائیکاٹ کیا جائیگا۔ اور ان کو قتل کر دیا جائے گا — (۲) راولپنڈی سے باغ کے ایک احمدی رات کے وقت گھر جا رہے تھے تو غیر احمدیوں نے انہیں ڈنڈوں سے بہت مارا پیٹا۔ ان کی کلائی کی گھڑی اتار لی۔ اور ان پر پتھراؤ کیا۔

چک ۲۴/۲۔ایل (ساہیوال)

چک ۲۴/۲۔ایل میں ۸۴/۶/۷ کو محمد یٰسین احمدی کے گھر نمازِ عشاء کے بعد کچھ لوگ گئے اور ان کو اپنے عقائد تبدیل کرنے کے لئے مجبور کیا۔ چوہدری فقیر محمد صاحب کو شدید دباؤ کے تحت اپنے عقائد کی تبدیلی کا اعلان کرنے پر مجبور کر دیا۔ اور بعد میں ان کے بیٹوں اور اُن سے تحریراً اقرار لیا گیا جس کے متعلق اعلان کیا گیا کہ اس کی ایک نقل ربوہ میں بھیجی جاوے گی۔

شورکوٹ

(۱) شورکوٹ کے عرائض نویس محمود احمد صاحب اور ان کے بھائی بشیر احمد صاحب پر بلاوجہ پولیس نے فوجداری کیس بنا کر اُن کو گرفتار کر کے لائل پور بھیج دیا ہے۔
(۲) شورکوٹ شہر میں تمام احمدیوں کا داخلہ بند ہے۔ انتظامیہ اس معاملہ میں بے حس ہے اس لئے مقامی احمدیوں کو ہجرت کرنی پڑی ہے۔

سرگودھا

(۱) بعض واقعات کے متعلق کمشنر صاحب کو توجہ دلائی کہ ہم ان کے بارہ میں آپ کو تاریں دے چکے ہیں اور خطوط بھی لکھے ہیں تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ یہ میرے علم میں نہیں لائے گئے۔

(۲) ۱۰ جولائی کو امیر جماعت احمدیہ سرگودھا مرزا عبدالحق صاحب کی کوٹھی کے قریب جلسہ کیا گیا۔ جس میں راؤ عبدالمنان نے اشتعال انگیز تقریر کی۔ اور کہا کہ میں نے اپنی آنکھوں سے اسلحہ کا ٹرک مرزا عبدالحق صاحب کی کوٹھی میں جاتے دیکھا ہے ۔۔۔ یاد رہے چند دن پیشتر سرگودھا کے افسران نے مولویوں کی کذب بیانی پر ڈیڑھ گھنٹہ تک مرزا عبدالحق صاحب کی کوٹھی کی تلاشی لی۔ جب کچھ نہ ملا تو عجیب [illegible] قہقہے مار کر واپس چلے گئے۔

(۳) ۸۴/۶/۱۳ کو ایک ۱۴ سالہ احمدی بچہ سرگودھا کے اڈہ سے بس پر سوار ہونے لگا۔ دو تین بسوں نے ربوہ تو درکنار احمد نگر کے لئے بھی بٹھانے سے انکار کر دیا۔ چوتھی بس والے ڈرائیور نے اس پر خنجر سے حملہ کر دیا جس سے وہ زخمی ہو گیا۔

(۴) ۸۴/۶/۱۶ کو ربوہ سے ۳۰ آدمی سرگودھا جیل [illegible] اپنے عزیزوں کو ملنے کے لئے گئے۔ واپسی پر احمدی جب پلیٹ فارم نمبر ۲ پر گاڑی کا انتظار کر رہے تھے تو اچانک ۴ بجے پانچ سات منٹ تک اُن نہتے احمدیوں پر فائرنگ ہوتی رہی جس سے دس احمدی شدید زخمی ہو گئے بعض کے جسم میں چار چار گولیاں بھی پیوست ہو گئیں۔ زخمی پلیٹ فارم پر پڑے کراہ رہے تھے۔ مگر نہ تو پولیس نے جو وقوعہ کے وقت سٹیشن پر شرپسندوں کے درمیان کھڑی تھی۔ اور نہ کسی سویلین نے ہی ان کی طرف کوئی توجہ دی۔ وہ تڑپتے رہے۔ اور قریباً ایک گھنٹہ بعد سٹی پولیس انسپکٹر، S.P.، D.C. آئے اور زخمیوں کو خون میں لت پت ایمبولنس میں ڈال کر ہسپتال لے گئے۔

نوٹ نمبر ۱: یاد رہے کہ ۸۴/۶/۷ اور ۸۴/۶/۸ کی درمیانی شب کو ایک جلسہ مسجد حامد علیشاہ میں ہو رہا تھا۔ اس میں راؤ عبدالمنان نے تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ ربوہ سے جو ملاقاتی آئندہ آئیں وہ سمجھیں کہ ہم قبرستان جا رہے ہیں۔ مندرجہ بالا واقعہ اس قول کا کتنا واضح ثبوت ہے۔

نوٹ نمبر ۲: ۸۴/۶/۱۶ کا یہ واقعہ جب ہو چکا تو ۸۴/۶/۱۸ کو راؤ منان نے اپنی تقریر میں اس واقعہ سے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے منہ آئی بات چھین لی گئی۔

اوکاڑہ

پکٹنگ پہلے دکانوں تک محدود تھی اب گھروں کی بھی شروع کر دی گئی ہے ۸۴/۶/۱۱ کو ستلج کاٹن مل کے مزدوروں کا ایک گروپ باقاعدہ قطاروں میں شہر پہنچا اور مقامی مجلس عمل نے دو دو تین تین مزدوروں کو پکٹنگ کیلئے بٹھا دیا — (۱) — ۸۴/۶/۱۲ نمازِ جمعہ کے بعد ایک گروپ جلوس کی شکل میں ایک احمدی عبدالقادر قریشی کے مکان پر آیا اور پتھراؤ کیا۔

(۲) — ۸۴/۶/۱۳ کو شیخ عبدالحکیم کی دوکان پر دروازے کے آگے کنٹینر لگا دیا گیا جس سے دکان کا دروازہ بالکل بند ہو گیا۔ جب اس کی اطلاع D.S.P. کو کی گئی تو اس نے کہا کہ چند روز اور صبر سے کام لیں — (۳) — ۸۴/۶/۱۴ کو مولوی ایک بارہ سالہ احمدی بچے کو پکڑ کر لے گئے اور اُسے جان سے مار ڈالنے کی دھمکی دیکر کہا کہ اپنا عقیدہ تبدیل کرو۔ اور ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ اور مرزا صاحب کو گالیاں دو — (۴) — ۸۴/۶/۱۵ کو نو سالہ احمدی بچی دودھ لینے کے لئے بازار گئی تو مولویوں نے اُسے گھیر لیا۔ اور یوں گویا ہوئے کہ "ایک دفعہ مرزا صاحب کو گالیاں دے دو تو تمہیں سارا دیگچہ دودھ کا دے دیا جائے گا"۔

(۵) — اوکاڑہ شہر میں کرنل عطاء اللہ صاحب مرحوم کے پٹرول پمپ کی توڑ پھوڑ ہوئی۔

(۶) — اب اوکاڑہ میں احمدیوں کے گھروں پر پکٹنگ کرنے والے احمدی عورتوں پر بھی آوازے کسنے لگے ہیں۔

ساہی وال شہر

مورخہ ۸۴/۶/۱۴ کو ملک محمد مستقیم صاحب کے مکان [illegible] دستی بم پھینکا گیا۔ یہ بم ملک صاحب کے کمرے میں پڑا۔ جس سے وہ زخمی ہو گئے۔ ساہی وال شہر میں آگ لگانے والے آٹھ عدد گولے ۸۴/۶/۱۵ کو مختلف احمدیوں کے گھروں میں پھینکے گئے۔ ان سے تین احمدی زخمی بھی ہوئے۔

۸۴/۶/۱۴ کی رات کو گیارہ بجے صبح سے لیکر ۱۰-۱۲ تک بعض شرپسند تیل لیکر چکر لگاتے رہے۔ ایک احمدی کے مکان پر کئی دفعہ حملہ ہوا اور دو دفعہ آگ بھی لگا دی گئی۔

۸۴/۶/۱۸ کو پندرہ بیس مولوی جیپ پر سوار ہو کر ایک احمدی کے بھٹہ پر گئے اور وہاں انہوں نے ہنگامہ کر دیا۔ اس واقعہ میں کچھ آدمی زخمی ہوئے۔

لالیاں ضلع جھنگ

۸۴/۶/۱۱ کو رات کے وقت لالیاں کی مساجد میں اعلان کیا گیا کہ اگر کوئی احمدی لالیاں کے بازاروں میں گیا تو اُسے جانی نقصان پہنچانے سے دریغ نہیں کیا جائیگا۔ یہاں تک کہ اُسے قتل بھی کر دیا گیا تو ہم ذمہ دار نہیں ہوں گے۔ نیز احمدیوں اور ان کے حامیوں کا مکمل بائیکاٹ ہوگا۔ اگر کوئی شخص اُن کو سودا دے گا تو علاوہ ایک سو روپیہ جرمانہ کے اس کی دکان بھی جلا دی جائے گی۔

دھول بالا (ضلع سرگودھا)

مورخہ ۸۴/۶/۱۱ کو دھول بالا میں خانوں ماچھی احمدی کا تنور توڑ پھوڑ کر پھینک دیا گیا۔

چنیوٹ

(۱) مورخہ ۸۴/۶/۱۱ کو دو احمدی چنیوٹ سے بذریعہ ماڑی انڈس ربوہ آنے کے لئے چنیوٹ ریلوے سٹیشن پہنچے تو ٹکٹ لیتے ہوئے کھڑکی پر سول لباس میں ملبوس پولیس نے انہیں پکڑ لیا۔ اور اُن کو صدر تھانہ چنیوٹ لے گئے۔ رات بیرک میں بند کر دیا۔ متواتر تین دن تک نہ کھانے کے لئے کچھ دیا۔ اور نہ ہی پینے کے لئے۔ ربوہ سے اُن کے سرپرستوں نے تلاش کرتے ہوئے جب صدر تھانہ چنیوٹ سے رابطہ قائم کیا تو تھانہ والوں نے کہا کہ یہ چونکہ اشتہار تقسیم کر رہے تھے۔ اس لئے ان کو پکڑا ہوا ہے۔ حالانکہ اس بالکل بے بنیاد الزام کا ثبوت بھی اُن کے پاس نہیں تھا — (۲) — مورخہ ۸۴/۶/۱۲ کو دو احمدی ہدایت اللہ صاحب ناصر اور شیخ منصور احمد صاحب سرگودھا ایکسپریس پر ربوہ سے سوار ہوئے اُن کے ساتھ ہی تین افراد تحفظ ختم نبوت کے سوار ہو گئے۔ چنیوٹ آنے پر تحفظ ختم نبوت والوں نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ سے بلایا۔ اور کہا یہ مرزائی سفر کر رہے ہیں۔ انہوں نے اُن کو زبردستی گاڑی سے اُتار لیا۔ پھر اُن میں سے ایک نے سیٹی بجائی جس پر ڈنڈوں سے مسلح تقریباً ڈیڑھ سو افراد جمع ہو گئے۔ انہوں نے ان دونوں کا منہ کالا کر کے ابرو منڈوا دیئے اور سر کے بال بھی درمیان سے اتار دیئے اور جلوس کی شکل میں بازاروں میں سے گزارتے ہوئے اپنے دفتر میں لے گئے۔ ان کا سامان لوٹ کر وہاں اُن کو مارا پیٹا گیا۔ اور پتھراؤ بھی کیا گیا۔ اور ان کے گلے میں جوتیوں کا ہار پہنا کر جلوس کی شکل میں اشتعال انگیز نعرے لگاتے ہوئے سارے شہر میں گھمایا۔ اور بانی جماعت احمدیہ کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کرنے کے لئے مجبور کیا گیا۔ جلوس کی تعداد چار پانچ ہزار افراد پر مشتمل تھی۔ ہدایت اللہ صاحب احمدی پر چاقو سے بھی حملہ کیا گیا۔ اور آخرکار تھانہ صدر میں لے گئے۔ وہاں پر بھی غنڈوں نے پیچھا نہ چھوڑا اور وقفہ وقفہ کے بعد آکر تنگ کرتے رہے۔

نوٹ: صد حیف کہ اس دوران میں پولیس اور سیکیورٹی فورس والے اس جلوس کے ساتھ ساتھ رہے۔ لیکن کسی نے اس ظلم و ستم کے خلاف آواز نہ اٹھائی۔

(۳) — مورخہ ۸۴/۶/۱۲ کو ایک احمدی محمد یوسف صاحب ناصر لائل پور سے بذریعہ ریل کار ربوہ آ رہے تھے۔ جب ریل کار چنیوٹ پہنچی تو جمعیت کے طلباء ریل کار میں داخل ہوئے اور ان کو ریل کار سے زبردستی گھسیٹ کر باہر لے گئے اور پھر بہت دل آزار نعرے لگانے لگے۔ ایک نعرہ یہ تھا کہ "نشتر کالج کے طلباء کا انتقام لو"۔ اس کے بعد اُن کو مولوی ادریس کے پاس لے جایا گیا۔ مولوی ادریس نے بیگ کی تلاشی لی۔ اور پھر ان کو غنڈوں کے سپرد کر دیا۔ جنہوں نے محمد یوسف صاحب ناصر پر پتھر برسائے۔ سر اور منہ پر گوبر پھینکا۔ چہرے پر سیاہی مل کر کالا کر دیا۔ سر کے بال منڈوا دیئے۔ سر میں مکّے مارے گئے۔ اور مسلسل دو گھنٹے تک بازاروں اور سڑکوں پر ناچتے ہوئے گھماتے رہے۔ اور منہ پر تھپڑ بھی لگاتے رہے۔ راستے میں جگہ جگہ سیکیورٹی فورس اور پولیس کے سپاہی ملتے رہے۔ مظلوم احمدی نے ان قانون کے محافظوں سے غنڈوں سے رہائی کی درخواست کی۔ لیکن کسی نے بھی دادرسی نہ کی۔

نوٹ: جمعیت کے جس غنڈے نے احمدی موصوف کو گاڑی سے گھسیٹ کر اتارا تھا۔ اس نے کہا کہ ہم ربوہ جاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ کون کون آدمی وہاں سے سوار ہوتے ہیں۔ اور پھر چنیوٹ پہنچ کر ان کو اتار کر یہی حشر کرتے ہیں۔

قصبہ ساہیوال (ضلع سرگودھا)

مورخہ ۸۴/۶/۱۱ کی رپورٹ کے مطابق بائیکاٹ کی شدت کے باعث احمدیوں کو سودا سلف نہیں دیا جا رہا۔ ایک احمدی بچے نے ساہیوال سے کچھ پھل خریدا۔ یہ علم ہونے پر کہ بچہ احمدی ہے۔ اس کا پھل چھین لیا گیا اور پیسے بھی واپس نہیں دیئے گئے — (۲) — مورخہ ۸۴/۶/۱۲ کی رپورٹ کے مطابق قصبہ ساہیوال میں احمدیوں کی دکانوں اور مکانوں پر مخالفین قبضہ کرتے جا رہے ہیں۔ اور ان کی زمین میں کاشت کر رہے ہیں۔ ان واقعات

کی اطلاع پولیس کو تین مرتبہ کی گئی۔ تو جواب ملا کہ "آپ اپنی جانوں کی حفاظت خود کریں کیونکہ حالات بہت سنگین ہیں"۔

گوجرخان (ضلع راولپنڈی)

مورخہ ۱۲/۷/۷۴ کی رپورٹ کے مطابق بائیکاٹ اور دیگر اذیتوں کے علاوہ مخالفین احمدیوں کے گھروں میں ٹولیوں کی صورت میں جاکر عقائد کو جبراً تبدیل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مولوی طبقہ مساجد میں احمدیوں کے خلاف اشتعال انگیز تقریریں کر رہا ہے اور مولوی کہتے ہیں کہ احمدیوں کے گھروں اور دکانوں جلادو اور اُن کی عورتوں کو اپنے گھروں میں لے آؤ۔ ۱۳/۷/۷۴ کو ان لوگوں نے احمدیوں کے لئے ایک نئی تکلیف کا اضافہ کر دیا۔ گوجرخان کے دو بدمعاش شرابی اور جُوا باز، احمدیوں کی دکانوں کے سامنے کھڑا کر کے ان سے بکواس کروانے لگے۔ انہوں نے غلیظ گالیوں کے علاوہ یہ شور مچایا کہ مرزائیوں نے ربوہ سٹیشن پر لوگوں کے کان اور زبانیں کاٹی ہیں ہم ان کو ختم کر دینگے۔

چک ۳۰۰ ج ب (ضلع لائلپور)

مورخہ ۱۲/۷/۷۴ کی رپورٹ کے مطابق چک ۳۰۰ ج ب کا مکمل سوشل بائیکاٹ ہے۔ خاص طور پر پانی تو لینے ہی نہیں دیا جاتا۔ علاوہ ازیں بازار میں سے سودا لینا بھی ناممکن ہے۔ اگر کوئی اس غرض کے لئے گھر سے نکلے تو اس کے پیچھے رضاکار لگ جاتے ہیں۔ اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے بعض سیاسی جماعتوں کے مولوی لاؤڈ سپیکر پر خوب پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ گزشتہ دنوں ایک نماز کے دوران مسجد میں احمدی نمازیوں پر پتھر بھی مارے گئے۔

چک ۹۶ گ ب صریح بہ جڑانوالہ

مولویوں کی تقریروں کے باعث اہلیان دیہات نے تمام حجام۔ لوہار۔ ترکھان۔ موچی اور دایہ کو احمدیوں کے کام کرنے سے روک دیا۔ ایک ساتھ والے چک کے احمدی کو ۷ جولائی کو دایہ کی ضرورت پیش آئی انسانیت کے خیر خواہوں نے اس کام کے لئے متعلقہ افراد میں سے کسی کو جانے کی اجازت نہ دی۔

مورخہ ۱۱/۷/۷۴ کو ایک جلسہ ہوا جس میں خالد ضیاء ڈاکٹر اسلم جڑانوالہ صدر تحفظ ختم نبوت خالد وحید ضلع لائل پور کے ناظم، محمد امین خلیل اور مولوی ماسٹر محمد رشید نے تقاریر کیں۔ جماعت کے متعلق نہایت توہین آمیز الفاظ استعمال کئے۔ سوشل بائیکاٹ لوٹ مار اور قتل و غارت کے لئے لوگوں کو اُکسایا۔

چک ۲۴۷ ج ب گوجرہ

اس چک میں احمدیوں کا سوشل بائیکاٹ بڑی سختی سے کیا ہوا ہے۔ ضروریات زندگی کی تمام چیزوں سے محروم کر دیا گیا ہے۔ زمین کو پانی سے محروم کر کے فصلوں کو تباہ کیا جا رہا ہے۔ ہر روز کوئی نہ کوئی مولوی بلا کر نہایت دل آزار اور گندی تقریریں کروائی جاتی ہیں۔

چک ۱۰۰ R.B. رڑکا (ضلع لائلپور)

مورخہ ۱۲/۷/۷۴ کی رپورٹ کے مطابق اس چک کے ارد گرد ہر گاؤں میں اور کھرڑیانوالہ قصبہ میں بھی سوشل بائیکاٹ کیا ہوا ہے۔ اس گاؤں میں پانچ دفعہ مسلح جلوس نکالا گیا ہے۔ جلوس والوں کی تعداد تین سو کے قریب تھی۔ دو دفعہ مسجد احمدیہ اور دیگر کئی احمدی گھروں پر پتھراؤ کیا گیا۔ ایک دفعہ تو عین نماز عشاء کے وقت جب افراد جماعت نماز میں مصروف تھے تو پتھراؤ کیا گیا۔ کچھ دیر کے بعد جماعت کے پریذیڈنٹ نے جلوس والوں سے کہا کہ ہم آپ کے بھائی ہیں ہمیں نماز ادا کرنے دو ہم نے آپکا کیا بگاڑا ہے۔ اس پر ایک شخص نے جلوس سے مخاطب ہو کر کہا کہ چلو پتھراؤ شروع کرو۔ مت گھبراؤ۔ آج ہم ان کو ختم کر کے ہی دم لیں گے۔ چنانچہ پتھراؤ شروع ہو گیا۔ اور مسجد میں گوبر اور کیچڑ پھینکا گیا۔ آخر انہوں نے احمدیوں کو مسجد سے نکلنے پر مجبور کر دیا اور احمدی اپنے گھروں میں پتھروں کی بارش میں پہنچے۔ جلوس والے گندی گالیاں دے رہے تھے۔ اور گندے نعرے لگا رہے تھے۔ احمدیوں نے گھروں کے کُنڈے لگا لئے لیکن جلوس والوں نے پھر بھی معاف نہ کیا۔ اور برابر پتھراؤ سے دروازے توڑتے رہے۔ بعض افراد کو پتھر لگنے سے چوٹیں بھی آئیں۔

میانی (ضلع سرگودھا)

مورخہ ۱۲/۷/۷۴ کی رپورٹ کے مطابق میانی کے قصبہ میں افراد جماعت احمدیہ پر عرصۂ حیات تنگ کیا گیا ہے۔ ہر قسم کا سوشل بائیکاٹ ہے۔ اگر کوئی شریف النفس کسی کی مدد کرنا بھی چاہے تو اوباش لوگوں سے ہر لحظہ بے عزّتی کا خطرہ ہوتا ہے۔ بہت سے احمدیوں کو تنگ کر کے نقل مکانی کروا دی گئی ہے۔ بقیہ لوگ اپنے اپنے گھروں میں محصور قریباً دو ہفتوں سے خوف وہراس کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ آئندہ کے لئے حالات کے سُدھرنے کی اُمید نظر نہیں آرہی۔ منصوبہ تو یہ ہے کہ احمدی یا تو اپنے عقائد تبدیل کریں یا پھر ترکِ وطن کر جائیں۔

نصیرہ (ضلع گجرات)

نصیرہ میں بائیکاٹ کا بہت زور ہے "مذہبی آزادی کے علمبردار" تقریریں کر کے لوگوں کو اشتعال دلا رہے ہیں۔ اور احمدی مسلمانوں کو دھمکیاں دے رہے ہیں کہ اگر تم "مسلمان" نہ ہوئے تو تمہارے تمام مکان وغیرہ جلا دیئے جائیں گے۔

بھیرہ

(۱) بھیرہ کے جناب ایس۔ ایچ۔ او۔ صاحب کا پورا پورا تعاون مجلس عمل والوں کے ساتھ ہے۔ اور حکام ضلع خاموش تماشائی بنے بیٹھے ہیں۔ اس لئے مجلس عمل والے احمدیوں کو خوب تنگ کر رہے ہیں۔ ان کو ایک محلّہ سے دُوسرے محلّہ میں جانے کی اجازت نہیں۔ بلکہ گھروں سے نکلنا بھی مشکل ہے فتنہ پراچوں کا انوار الحق ہے۔ مخالف لیڈر اپنے سابقہ انتخابات کے بدلے لے رہے ہیں۔ برملا کہہ رہے ہیں کہ اگر آپ لوگ انتخابات میں ہمارا ساتھ دیتے تو یہ تکلیف نہ اُٹھانی پڑتی۔ تھانیدار انسپکٹر پولیس۔ اور عوام کی ہمدردیاں ان الفاظ میں ظاہر ہو رہی ہیں کہ "تم بچنے کے لئے سُنّی کیوں نہیں ہو جاتے"۔

(۲) بھیرہ میں پکٹنگ کی یہ حالت ہے کہ ایک دس سالہ معصوم بچہ قضائے حاجت کیلئے کھیت میں بیٹھا ہوا تھا کہ شر پسندوں نے اُسے گھیرے میں لے لیا۔ اور مارا پیٹا۔ اور اس پر گندگی ڈالدی۔ محمد احسن اور عبداللطیف کو بھی سخت مارا پیٹا گیا۔ اور ملک مبارک احمد پر کیچڑ پھینکا گیا اور احمد پراچہ ایک طفل کو سیم نالہ میں پھینک دیا گیا۔ اس طرح ہر احمدی بچے بوڑھے مرد وعورت کو پریشان کیا جا رہا ہے۔

راولپنڈی

(۱) سبزی منڈی راولپنڈی کے احمدی دکانداروں کا محاصرہ کیا جا رہا ہے۔ پانچ پانچ چھ چھ غنڈے ہر دکان پر بیٹھے رہتے ہیں — (۲) — ۱۴/۷/۷۴ کی صبح پونے پانچ بجے مسجد احمدیہ کے غسل خانوں میں ایک بم کا دھماکہ ہوا۔ جس سے غسل خانے کے دروازے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور مسجد کی عمارت لرز گئی۔ محلّہ بھر کے افراد بدحواسی میں اُٹھ بیٹھے۔ اس سے ایک احمدی کو بم کے ذرّات لگے۔ اور اس کے ایک کان کی قوت سماعت جاتی رہی۔

تخت ہزارہ

مورخہ ۱۳/۷/۷۴ کو بعد نماز مغرب احمدیوں کی سات دوکانیں اور اور پانچ مکانات لُوٹنے کے بعد نذر آتش کر دئے گئے۔ ان کے علاوہ احمدیوں کی بعض مملوکہ اشیاء مثلاً ڈیزل آئیل کے ڈرم وغیرہ بھی جلا دئے گئے۔ واقعات کے مطابق وقوعہ کے روز نماز مغرب سے قبل ہی ایک احمدی منظور احمد صاحب منوّر پر حملہ کر کے اسے زخمی کر دیا گیا۔ اور پھر احمدیوں کے خلاف لاؤڈ اسپیکر پر اشتعال انگیز تقاریر کی گئیں۔ اور نعرے لگائے گئے۔ اور آٹھ بجے شام سے ہی لوٹ مار اور جلانے کا کام شروع کر دیا گیا۔ رات بھر خوف وہراس پھیلایا گیا اور بار بار لاؤڈ اسپیکر پر بلوائیوں کی رہنمائی کی جاتی رہی۔ اور اعلان کیا جاتا رہا کہ "مرزائیت سے توبہ کر لو اور سُنّی مسلمان ہو جاؤ تو تمہیں امان دی جائے گی"۔ ارد گرد کے دیہات سے آئے ہوئے تقریباً ایک ہزار افراد پر مشتمل شر پسندوں نے لوٹ مار اور جلانے کا سلسلہ صبح ساڑھے تین بجے تک جاری رکھا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ پولیس کو رات نو بجے ان متوقع واقعات کی اطلاع [illegible] پہنچ چکی تھی۔ ان کی سرد مہری کا یہ عالم ہے کہ باوجود ذرائع آمد و رفت کی سہولیات میسر ہونے کے ساڑھے چار بجے جبکہ بلوائیوں نے اپنی کارروائی مکمل کر لی تھی تو ایک موٹر کے ذریعہ نمودار ہو گئے۔

(۲) — مورخہ ۲۱/۷/۷۴ کی رپورٹ کے مطابق اب غیر احمدی مولویوں کی طرف سے ایک فارم تقسیم کیا جا رہا ہے جس کا عنوان "مرزائیت سے توبہ نامہ" ہے۔ اگر اس توبہ نامہ پر کوئی دستخط نہ کرے تو اس کے مکان وغیرہ کو جلانے کی دھمکی دی جاتی ہے۔

علی پور مظفر گڑھ

احمدیوں کا مکمل طور پر بائیکاٹ ہے۔ احمدی دکانوں پر پکٹنگ بھی ہے جس کی وجہ سے دُکانیں بند پڑی ہیں۔ مساجد میں بازار والوں سے حلف لئے گئے ہیں کہ دکانیں نہیں کھلنے دیں گے۔ ایک احمدی کی دکان کو آگ لگانے کی کوشش بھی کی گئی۔

(۲) — ۱۳/۷/۷۴ کو ایک مولوی لقمان نے بازار میں کھڑے ہو کر علی الاعلان کہا کہ وہ کسی احمدی کو ضرور قتل کروائے گا۔

چک ۲۲ R.B. کوٹ رحمت خان (ضلع شیخوپورہ)

۱۳ جولائی ۷۴ء گذشتہ ہفتہ چک ہذا کے غیر از جماعت لوگوں نے احمدیوں کا بائیکاٹ کرنیکا اعلان ڈھنڈورا پیٹ کر کیا۔ اس سے قبل احمدی زمینداروں نے اپنے ملازمین کو حسب دستور کئی سو روپے پیشگی دیئے ہوئے تھے۔ بائیکاٹ کے اعلان کے بعد رقوم لیکر تمام نوکر گھروں میں بیٹھ گئے۔ گھروں میں کام کرنیوالے ملازم اور نوکرانیاں بھی کام چھوڑ گئی ہیں۔ یہ لوگ نہ احمدیوں کی رقمیں واپس دیتے ہیں اور نہ ہی کام پر آتے ہیں۔ دکاندار سودا نہیں دیتے۔ تنور والے روٹیاں نہیں لگاتے۔ اور مویشی بھوکے مر رہے ہیں۔ مونجی (دھان) کی فصل لگانے میں سخت دقت ہے۔

جڑانوالہ

(۱) مورخہ ۱۴/۷/۷۴ کو صبح کے وقت چک ۵۶ گ ب سے ایک احمدی دوست نے ایک غیر احمدی دوست کے ذریعہ سبزی بھجوائی جب وہ باہر سڑک پر آیا تو اُسے ہراساں کیا گیا۔

(۲) — مورخہ ۱۴/۷/۷۴ کو شام کے وقت مستری محمد شریف احمدی جماعت احمدیہ کے منظور شدہ کوٹہ میں سے ایک سیر گھی بناسپتی لیکر گھر جا رہے تھے۔ مسجد سے باہر سڑک پر ایک شخص لیاقت ولد صادق اُن سے گھی کا ڈبّہ چھین کر بھاگ گیا۔

(۳) — مورخہ ۱۵/۷/۷۴ کو چک ۱۱۹ گ ب سے ایک احمدی دوست نذیر احمد صبح کے وقت تانگہ پر سبزی لیکر آیا جب وہ واپس اپنے چک جانے لگا تو لیاقت ولد صادق نے اس کو کہا کہ اگر دوبارہ جڑانوالہ کے احمدیوں کو سبزی دینے آیا تو تمہارا تانگہ جلا دیا جائیگا۔

کوٹ مومن (ضلع سرگودھا)

کوٹ مومن میں احمدیوں کی دکانوں پر شدید پکٹنگ ہے۔ اگر کوئی سودا خریدے تو اس کا منہ کالا کر دیا جاتا ہے۔ احمدیوں کو شدید دباؤ کے تحت احمدیت سے انکار کرنے کے لئے مجبور کیا جاتا ہے۔ احمدیہ مسجد پر پتھراؤ کر کے شیشے اور کھڑکیوں کو نقصان پہنچایا

گیا ہے۔ اور چند دن بیشتر کوٹ مومن کے دو احمدیوں کو جو سفر کر رہے تھے خوب مارا پیٹا۔ ان تمام کاموں کی ترغیب پیر عباس شاہ روزانہ اپنے درسوں اور تقریروں میں دلاتا ہے۔

خوشاب ایک دس سالہ احمدی بچے کو ایک بہانہ بناکر اینٹ مار کر اس کا سر پھوڑ دیا گیا۔ پولیس کو اطلاع کی گئی۔ اس نے کوئی ایکشن نہ لیا۔ اسی طرح ۱۴/۶/۷۴ کو ایک احمدی چوہدری مختار احمد کے خسر کو غنڈوں نے بر سر عام تھپیڑ مارے اور پگڑی کو سر سے نیچے پھینک دیا۔ پولیس کو اطلاع کی گئی مگر اس نے کوئی ایکشن نہ لیا۔

ڈسکہ ۱۵ر اور ۱۶ر جولائی کی درمیانی رات ایک غیر احمدی شخص فلم دیکھ کر آرہا تھا تو راستہ میں کسی اور غیر احمدی نے اپنی کسی پرانی چپقلش کی بناء پر اس پر چاقو سے حملہ کر دیا۔ (اس سے معمولی خراش آئی) اور مولویوں نے یہ مشہور کر دیا کہ حملہ آور احمدی ہے۔ اس واقعہ کے بعد ڈسکہ میں مکمل ہڑتال کی گئی۔ جلسے کئے گئے۔ اور تین بے گناہ احمدیوں کو گرفتار کر لیا گیا۔

کوٹلی آزاد کشمیر کوٹلی آزاد کشمیر میں ابھی تک ماشکی، خاکروب، اور سبزی فروشوں نے بائیکاٹ کیا ہوا ہے۔ اشیائے خوردنی بھی نہیں مل رہیں۔ احمدی افراد بڑی پریشانی سے دوچار ہیں۔

لائلپور (۱) ۱۴/۶/۷۴ کی شام کو ایک احمدی لائلپور سے میانوالی کی بس پر سوار ہوا۔ دس میل سفر کرنے کے بعد ایک شخص نے جو کہ چنیوٹی تھا اُن سے پوچھا کہ تم مرزائی ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں احمدی مسلمان ہوں۔ اس نے کہا کہ مرزا صاحب کو گالی نکالو۔ ان کے انکار کرنے پر اُن کو مارنا شروع کر دیا۔ اور بہت مارا۔

(۲)۔ ۲۲/۶/۷۴ کو ایک احمدی دوست گلزار احمد محلہ کریم نگر سے اپنے کاروبار کے سلسلہ میں محلہ طارق آباد گئے وہاں ایک نلکہ سے پانی پیا۔ جس پر غیر احمدی اُن پر ٹوٹ پڑے اور اسے بہت مارا۔ کہ کیوں مسلمان کے نلکہ کو ہاتھ لگایا —— (۳)— ۲۲/۶/۷۴ ہی کا واقعہ ہے کہ دو طالبعلم محمود احمد اور افتخار احمد جن کی ڈگریاں ان کے سامان کے ساتھ جلادی گئی تھیں ڈگریوں کی کاپیاں لینے کیلئے زرعی یونیورسٹی پہنچے۔ جب وہ دستخط کرانے کے لئے متعلقہ افسر کے پاس گئے تو لائبریری کی بلڈنگ میں جماعت اسلامی کے آٹھ طلباء نے اُن پر حملہ کر دیا۔ یہ طلباء آہنی مکوں اور آہنی راڈ سے لیس تھے۔ ہمارے طلباء کو انہوں نے بہت مارا —— (۴)— ۲۲/۶/۷۴ کو جامع مسجد لائلپور میں ایک جلسہ ہوا۔ جس میں جمیعت کے طلباء امیر جماعتِ اسلامی لائلپور نے نہایت اشتعال انگیز تقاریر کیں اور کہا کہ حکومت کچھ نہیں کر رہی۔ لیکن ہم انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیکر رہیں گے۔ یا یہ رہیں یا ہم رہیں گے۔ امیر جماعت اسلامی نے اپنی تقریر میں یہ بھی کہا کہ حکومت کو چاہیئے کہ ربوہ کے دفاتر جماعت سپرد کردے تاکہ وہاں ہم اپنے دفاتر بنائیں۔ طلباء مقررین نے کہا کہ کالج کھلنے کی دیر ہے ہم کسی احمدی کو کالج میں نہیں رہنے دیں گے۔ یہ ربوہ چلے جائیں۔

ہم نے بہرحال احمدیوں کو ختم کر دینا ہے۔

بہاولپور (۱) شہر کی ہر دوکان کے سامنے احمدیوں سے سوشل بائیکاٹ کی اپیلیں چسپاں نظر آتی ہیں۔

(۲)۔ شہر کے ایک عمر رسیدہ احمدی بزرگ کو اہالیانِ شہر نے زدوکوب کر کے ایک کاغذ جس پر حضرت بانیٔ جماعتِ احمدیہ کی نسبت نازیبا الفاظ لکھے ہوئے تھے دستخط کروا لئے۔ اور اس طرح ان کو اپنے عقائد تبدیل کرنے پر مجبور کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اُن کی دکان پر بھی نازیبا الفاظ لکھے گئے۔ اسی طرح ایک اور احمدی بابا جھنڈا کو بھی اپنے عقائد بدلنے پر مجبور کر دیا گیا۔

ہڑپہ ہڑپہ کے بعض احمدیوں کو مارا پیٹا گیا ہے۔ اور اب مکمل بائیکاٹ ہے۔ حتیٰ کہ مویشیوں کیلئے چارہ تک مہیا کرنے سے بھی روک دیا گیا ہے۔

سمندری سمندری کے ایک احمدی رفیق احمد صاحب بٹ کو اپنے عقائد سے منحرف کرنے کیلئے جب کامیابی نہ ہوئی تو اُن پر دباؤ اس طرح ڈالا گیا :— (۱)۔ مقامی انجمن پان بیڑی، سگریٹ و مشروبات فروشان کی صدارت سے الگ کر دیا گیا۔ اور اس کی خبر اخبار اِمروز مورخہ ۲۶/۶/۷۴ میں شائع ہوئی۔ (۲) سمندری کے ایک حلقہ کا ڈپو اُن سے چھین لیا گیا۔ (۳)۔ سمندری کے حلقہ کی پیپلز پارٹی کے نائب صدر کے عہدے سے الگ کر دیا گیا۔ (۴)۔ ایجنسیوں سے مال دینا بند کر دیا گیا۔ اور غنڈوں نے دکان کا محاصرہ کئے رکھا۔ اس طرح سے ایک غریب احمدی کو بیکار بنا کر رکھ دیا گیا۔

رائے ونڈ ضلع لاہور رائے ونڈ میں ایک احمدی محمد خان ریلوے سٹور میں بطور کلرک کام کرتا تھا وہاں کی تبلیغی جماعت اور اسلامی جماعت نے ان کو تنگ کر کے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا۔

بہاول نگر (۱) ورائیٹی سٹور بہاولنگر کی بجلی بیس پچیس روز سے منقطع ہے۔ واپڈا والوں کو غنڈے ٹھیک نہیں کرنے دیتے۔ احمدی افراد کی دکانوں پر پکٹنگ لگی ہوئی ہے۔ لیکن انتظامیہ بے حسی کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ اور اس روک تھام کیلئے کوئی قدم نہیں اٹھا رہی —— (۲)— ۱۸/۶/۷۴ کو شیخ اقبال دین احمدی کے گھر کے پاس رات بارہ بجے کے قریب ایک دھماکہ ہوا۔ جس سے مکان کی ایک دیوار میں پندرہ سولہ فٹ کا شگاف پڑ گیا۔ اور دو اور دیواروں کو بھی نقصان پہنچا ہے (۳)— ناصر کلاتھ ہاؤس کو آگ لگانے کی کوشش کی گئی۔

خانیوال خانیوال میں تقریباً ایک ہفتہ سے بائیکاٹ کی مہم شدت اختیار کر گئی ہے۔ اور دکانوں کے علاوہ مکان پر پکٹنگ شروع کر دی گئی ہے۔ مقامی انتظامیہ کا رویہ نہایت تکلیف دہ ہے۔

مغلپورہ لاہور ۲۱ر جولائی رات دس بجے پندرہ بیس سائیکل سوار جو دو تین گروپس میں منقسم تھے انہوں نے گلی نمبر ۱۷ گنج مغلپورہ میں اپنے ہی چار مکانوں کو آگ لگانے سے متعلق یہ افواہ پھیلائی کہ مرزائیوں نے آگ لگادی ہے۔ اور اس کی لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ تشہیر کی گئی۔ فحش کلامی کی گئی۔ اور اشتعال انگیز اعلانات کئے گئے۔ بعض مساجد سے بھی اعلان کئے گئے —— اس وقت احمدیہ مسجد میں صرف تین احمدی موجود تھے۔ اور بلوائیوں میں سے سات آدمی مسجد کی دیوار پھلانگ کر مسجد کے اندر آگئے۔ اور مسجد کی چابی طلب کی۔ اور چھری دکھا کر تینوں کو جان سے مار دینے کی دھمکی دی۔ پھر مسجد کا باہر کا دروازہ کھول دیا اور ہجوم نے اندر داخل ہو کر مسجد احمدیہ پر قبضہ کر لیا۔

مٹھہ ٹوانہ موضع مٹھہ ٹوانہ میں تین احمدی گھرانے ہیں۔ ہر گھر پر غیر احمدیوں کی طرف سے پہرہ بٹھا دیا گیا ہے۔ سخت قسم کا بائیکاٹ ہے۔ اور لین دین پر سخت پابندی ہے۔ بچوں کے لئے دودھ تک نہیں مل رہا جس کی وجہ سے سخت پریشانی کا سامنا ہے۔

کراچی (۱) ۲۱/۶/۷۴ کی صبح کو دو احمدی بھائی زمان صاحب اور محمود صاحب کے لکڑی کے ٹال پر تقریباً پانچ صد افراد نے جمع ہو کر پتھراؤ کیا۔ اس پتھراؤ سے ان کی والدہ زخمی ہو گئیں —— (۲)— کراچی کے سارے حلقوں میں جگہ جگہ پولیس والے احمدیوں سے دریافت کر رہے ہیں کہ آپ کے پاس کس قدر اسلحہ ہے۔ بعض حلقوں میں اسلحہ جمع کرانے کے لئے بھی کہا گیا ہے۔

ربوہ آج مورخہ ۲۳/۶/۷۴۔ احمد نگر کا ایک نوجوان خلیل احمد ابن خواجہ لطیف احمد سرگودھا سے سبزی اور فروٹ لیکر یونائیٹڈ بس LRA 4099 B کے ذریعہ روانہ ہوا۔ اس کے ہمراہ ایک نوجوان عزیز لانڈری کا بھانجا تھا۔ انہوں نے سرگودھا سے احمد نگر کی ٹکٹ لینے کی کوشش کی۔ جو انہیں نہ ملی۔ اس پر ایک نے پنڈی بھٹیاں کا ٹکٹ لیا اور ایک نے احمد نگر کا۔ جب احمد نگر قریب آنے لگا تو انہوں نے احمد نگر اُترنے کی کوشش کی۔ لیکن بس والوں نے اتارنے سے انکار کر دیا۔ اس پر خلیل ڈرائیور کے پاس گیا۔ اور اُتارنے کے لئے کہا۔ اس نے کہا کہ نہیں چنیوٹ اتاروں گا۔ اس پر خلیل نے بس کی چابی نکال لی جس کی وجہ سے ہاتھا پائی ہوئی احمد نگر میں متعین S.H.O. نے صلح کروا دی۔ لیکن ٹریفک کا ایک انسپکٹر احمد نگر آگیا وہ بس کو ربوہ لے آیا۔ اور چوکی کے سپرد کر دیا۔ اور چالان کروا دیا۔

خواجہ منور احمد صاحب اور خواجہ سلیم احمد صاحب وغیرہ چوکی گئے۔ صلح کی کوشش ہوئی۔ ڈرائیور صلح پر آمادہ تھا۔ خلیل احمد نے اس سے معافی بھی مانگ لی تھی۔ لیکن کلینر ضد میں آگیا کہ تم کون ہو معافی دینے والے۔ A.S.I. ربوہ کا رویہ غیر ہمدردانہ تھا۔ خلیل احمد کو چانٹے بھی مارے گئے۔ A.S.I. نے سلیم احمد سے ایک ہزار روپیہ رشوت طلب کی اور کہا کہ تم لوگوں نے شرارت کا منصوبہ بنایا ہوا ہے۔ ڈاکٹر راجہ ہویدا نے چوکی ٹیلیفون کیا۔ تو A.S.I. نے تلخ کلامی کرتے ہوئے کہا کہ تم لوگوں نے شرارت کا منصوبہ بنایا ہوا ہے۔ A.S.I. نے D.S.P. اور S.P. کو ٹیلیفون بھی کیا۔ خواجہ منور احمد اور سب سے کہا کہ S.P. موقعہ پر احمد نگر آرہا ہے۔ اس لئے آپ بھی وہاں آجائیں۔ چنانچہ شام تک وہاں رہے S.P. صاحب نہیں آئے غالباً انہوں نے آنے کیلئے نہیں کہا۔ صرف A.S.I. کی شرارت تھی اور ہراساں کرنا مقصود تھا۔ خلیل احمد اور دوسرے نوجوان کا چالان کروا دیا گیا۔ حالانکہ احمد نگر سے نو شہادتیں خلیل احمد کے حق میں ہوئی ہیں۔ ان پر ۳۸۲ - ۳۷۹ - ۱۰۷ وغیرہ کی دفعات لگائی گئی ہیں۔

★— ربوہ میں تقریباً ۱½ ماہ سے کوئی بس کھڑی نہیں ہوتی۔ نہ ربوہ میں سواری اُتاری جاتی ہے۔ نہ سواری ربوہ سے اٹھائی جاتی ہے۔ اہلِ ربوہ سخت مشکل میں ہیں۔

★— ۲۳/۶/۷۴ کو لائل پور میں مجلس عمل کے زیرِ اہتمام ایک جلسہ ہوا جس میں کہا گیا کہ —" ہم مجلس عمل کے رکن ہیں۔ اور حکومت کے فیصلہ کے انتظار میں ہیں۔ ہم ربوہ کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے "

★— خوشاب کے ایک جلسہ میں کہا گیا کہ —" مسلمان اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جس وقت تک مرزائیوں کو نیست و نابود نہیں کر دیا جاتا —"

★— لالہ موسیٰ میں ۲۴/۶/۷۴ کو ایک جلسہ ہوا جس میں کہا گیا کہ —" اگر احمدیوں کو فوری طور پر غیر مسلم اقلیت قرار نہ دیا گیا تو ہم ایجی ٹیشن کریں گے اور احمدیوں اور حکومت کے کارندوں کو قتل کریں گے —"

★— کوئٹہ میں علماء مساجد میں احمدیوں کے نام بتا رہے ہیں تاکہ مکمل سوشل بائیکاٹ کیا جاسکے۔

★— اسی طرح حویلی لکھا، حافظ آباد اور گوجرانوالہ وغیرہ مقامات میں سوشل بائیکاٹ، گھروں کا محاصرہ۔ افرادِ جماعتِ احمدیہ کو زدوکوب کرنے انہیں ہراساں کرنے نیز احمدی مستورات پر آوازے کسنے اور بعض احمدیوں کو بلاوجہ گرفتار کروانے کی اطلاعات بھی موصول ہوئی ہیں۔

قسط نمبر (۲۱)

ختمِ نبوّت کا منکر کون ہے؟

مسئلہ ختمِ نبوّت کا حقیقت پسندانہ جائزہ!!

(از مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی)

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

(۶)

برادرانِ اسلام! کیا آپ نے کبھی سنجیدگی سے اس بارہ میں غور و فکر فرمایا ہے کہ علماء کرام ایک طرف تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کا دم بھرتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں۔ مگر دوسری طرف اس امر کا برملا اظہار کرتے ہیں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام جو بنی اسرائیل کے نبی ہیں اس زمانہ میں آسمان سے نزول اجلال فرما کر مسلمانوں کی بگڑی بنائیں گے۔ حالانکہ قرآنِ مجید اور احادیثِ نبویہ سے حضرت عیسٰی علیہ السلام کے اس جسمِ خاکی سے آسمان پر جانے اور زندہ رہنے کا کوئی ثبوت نہیں۔ ہاں البتہ اُن کی وفات ثابت ہے۔ جس کا اقرار و اعتراف عرب و عجم کے جلیل القدر علماء کرام نے بھی کیا ہے (اس بارہ میں جماعتِ احمدیہ کا لٹریچر مطالعہ فرمائیں) اور اب تو مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب بھی حضرت عیسٰی علیہ السلام کے "رفع الی السماء" کے بارے میں متشکک نظر آتے ہیں۔ چنانچہ مولانا موصوف اس بارہ میں رقمطراز ہیں۔ کہ:-

— (الف) —

"عیسٰی ایک پیغمبر ہیں جن کے رفعِ جسمانی اور رفع الی السماء کی تصریح سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہی قرآنی روح کے مطابق ہے۔"

(تفہیم القرآن: ۴۲۱)

— (ب) —

بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:-

"قرآن نہ اس کی تصریح کرتا ہے کہ اللہ ان کو جسم و روح کے ساتھ کرۂ زمین سے اُٹھا کر آسمان پر لے گیا۔ اور نہ یہی صاف کہتا ہے کہ انہوں نے زمین پر طبعی موت پائی۔ اور صرف ان کی رُوح اٹھائی گئی۔ اس لئے قرآن کی بنیاد پر تو ان میں سے کسی ایک پہلو کی قطعی نفی کی جاسکتی ہے نہ اثبات۔"

(تفہیم القرآن جلد اوّل ۴۲۰)

— (ج) —

اچھرہ (لاہور) میں ۲۸ مارچ ۱۹۵۱ء کو تقریر کرتے ہوئے مولانا موصوف فرماتے ہیں:-

"حیاتِ مسیح اور رفع الی السماء قطعی طور پر ثابت نہیں۔ قرآن کی مختلف آیات سے یقین پیدا نہیں ہوتا۔"

(ماخوذ از آئینہ مودودیت)

مگر حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات اور رفع الی السماء کے بارے میں غیر یقینی عقیدہ رکھنے کے باوجود جب وہ اپنے رسالہ ختمِ نبوت میں حضرت مسیح ناصریؑ کی اس زمانہ میں دوبارہ آمد کا ذکر کرتے ہیں تو کس شد و مد سے فرماتے ہیں کہ:-

"اس مقام پر یہ بحث چھیڑنا بالکل لاحاصل ہے کہ وہ وفات پا چکے ہیں یا زندہ موجود ہیں۔ بالفرض وہ وفات ہی پا چکے ہوں تو اللہ انہیں زندہ کرکے اُٹھا لانے پر قادر ہے۔"

(رسالہ "ختمِ نبوت" ص ۵۴)

اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ مولانا مودودی صاحب بھی باوجود آنحضرت صلعم کی "ختمِ نبوت" کا نعرہ بلند کرنے کے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام جو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی ہیں۔ اُن کی آمد کے قائل ہیں۔ اور اس طرح اُن کے اپنے عقیدہ کی رُو سے ایک نبی کی آمد سے ختمِ نبوت کے عقیدہ میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ قرآنِ مجید اور احادیث سے ثابت ہے کہ مُردے دوبارہ زندہ ہو کر دُنیا میں واپس نہیں آتے۔ لیکن مولانا مودودی صاحب کو حضرت مسیح ناصریؑ سے اتنا عشق ہے کہ اگر وہ وفات بھی پا گئے ہوں تو ان کے دوبارہ زندہ ہو کر واپس دُنیا میں آنے کے قائل ہیں۔ اور پھر بھی ادّعائے ختمِ نبوت پر ناز ہے۔ لیکن یہ امر قابلِ غور ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ حضرت مسیح ناصریؑ کو زندہ کرکے اٹھا لانے پر قادر ہے۔ تو اس قدرت کا حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اظہار کیوں تسلیم نہیں کرتے۔ کیا اللہ تعالیٰ آنحضرت صلعم کو زندہ کرکے دوبارہ لانے پر قادر نہیں؟ حضرت مسیح ناصریؑ تو ایک بنی اسرائیلی نبی ہیں اور وہ تو شریعتِ موسوی کے تابع نبی ہیں۔ ان کی دوبارہ آمد سے مسلمانوں کو کیا دینی و رُوحانی فائدہ پہنچ سکتا ہے؟ اگر سرکارِ دو عالم صلعم کو دوبارہ حیات دے کر اللہ تعالیٰ اپنی قدرت نمائی فرمائے۔ تو اس سے مسلمانوں کی تفرقہ اندازی ختم ہو جائے۔ قرآن مجید اور احادیثِ نبویہ کی صحیح تفسیر و تشریح سب کے سامنے آجائے اور تمام دُنیا سرکارِ دوعالم کے رُوحانی فیوض و برکات سے بہرہ ور ہو۔ آخر دوبارہ زندگی کی "قدرت نمائی" کو مولانا مودودی صاحب نے کس حکمت کے پیشِ نظر صرف حضرت مسیح ناصری علیہ السلام سے مخصوص کر رہے ہیں؟

(۷)

بھائیو! کیا آپ نے کبھی سنجیدگی سے غور فرمایا کہ اگر حضرت مسیح علیہ السلام کی دوبارہ آمد کا عقیدہ رکھا جائے تو اس میں ایک طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس پر حرف آتا ہے تو دُوسری طرف حضرت عیسٰی "خاتم النبیین" قرار پاتے ہیں۔ اور اس طرح ختمِ نبوت پر ضربِ کاری پڑتی ہے۔ چنانچہ عیسائیوں نے اسی سوال کو اٹھایا ہے۔ کرسچین لٹریچر سوسائیٹی فار انڈیا نے ایک رسالہ "حقائقِ قرآن" کے نام سے شائع کیا ہوا ہے۔ جس میں مسلماتِ اہلِ اسلام اور قرآن مجید کے دلائل سے اپنے زعم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی افضلیت کو (نعوذ باللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ثابت کیا ہے۔ عیسائیوں نے تیرھویں دلیل اس بارہ میں یوں تحریر کی ہے کہ:-

"پھر یہ امر بھی مسلماتِ اسلام سے ہے کہ قیامت سے کچھ عرصہ پہلے سب سے بڑا فتنہ برپا کرنے والا اور کفر و بے دینی پھیلانے والا دجّال ظاہر ہوگا اور اُسے نیست و نابود کرنے اور بگڑی ہوئی اُمتِ محمدی کو راہِ راست پر لانے اور دینِ حق قائم کرنے کے لئے مسیح آسمان سے نازل ہوگا۔ اور تمام اہلِ کتاب اس پر ایمان لائیں گے۔ جیسا کہ قرآن میں مرقوم ہے اِن مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ (سورہ نساء رکوع ۲۲) یعنی اہلِ کتاب میں سے ہر ایک اُس پر ایمان لائے گا۔

پس اگر محمدؐ صاحب نبی آخر الزمان اور خاتم النبیین تھے تو آخری فتنہ کو فرو کرنے کے اہم امر کے لئے اُن کو قبر سے اُٹھا کر بھیجنا کیوں نہ مقرر ہوا؟ آخر کار تمام بے دینی اور خرابی کو دُور کرکے دینِ حق قائم کرنا کیوں مسیح موعود ہی کا حصہ ٹھہرا؟ اس بزرگی اور شرف کو کیوں اسی سے منسوب کیا۔ کہ آخر کار قربِ قیامت کے موقعہ پر وہی سب کا ہادی ہو اور سب لوگ اُسی پر ایمان لائیں؟

پس جب کہ اوّل بھی مسیح اور آخر بھی مسیح ہی مؤمنین کا ہادی و پیشوا ٹھہرا۔ اور محمدؐ صاحب بیچ میں تھوڑے سے عرصہ کے لئے آکر چلے گئے پھر خاک سے سر نہ اُٹھا سکے تو ایسا شخص کون ہوگا جو اگر دیدہ و دانستہ اپنی آنکھ بند نہ کرلے اور حق سے عداوت نہ رکھے تو مسیح کو محمدؐ صاحب سے ہزارہا درجہ افضل و برتر تسلیم نہ کرلے؟"

(رسالہ "حقائقِ قرآن" ص ۸ شائع کردہ پنجاب ریلیجس بک سوسائیٹی انارکلی۔ لاہور)

خدارا! جذباتیت سے الگ ہوکر حضرت مسیح ناصریؑ کی آمدِ ثانی اور مسئلہ ختمِ نبوت کی اہمیت پر غور کیجئے۔ پھر عیسائیوں کے متذکرہ بالا اعتراض اور اپنے عقائد کا جائزہ لیجئے اور دیکھئے کہ ختمِ نبوت کا منکر کون ہے؟

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب "اقامتِ دین کی تحریک" کے سلسلہ میں ایسے مصلحین اور ختمِ نبوت کا نعرہ لگانے والوں اور اس کے برعکس ایک "نبی" کی آمد و ظہور کا انتظار کرنے والوں کے بارہ میں کیا خوب فرماتے ہیں، اسے بھی پیشِ نظر رکھیں:-

"اکثر اوقات اقامتِ دین کی تحریک کے لئے کسی ایسے مردِ کامل کو ڈھونڈتے ہیں جو ان میں سے ایک ایک شخص کے تصورِ کمال کا مجسمہ ہو۔ اور جس کے سارے پہلو قوی ہی قوی ہوں۔ دوسرے الفاظ میں یہ لوگ دراصل نبی کے طالب ہیں۔ اگرچہ زبان سے ختمِ نبوت کا اقرار کرتے ہیں۔ اور کوئی اجرائے نبوّت کا نام بھی لے دے تو اس کی زبان گدی سے کھینچ لینے کے لئے تیار ہو جائیں گے مگر اندر سے **ان کے دل ایک نبی مانگتے ہیں**

اور نبی سے کم کسی پر راضی نہیں "۔
(ترجمان القرآن دسمبر و جنوری ۱۹۴۲-۴۳ء صفحہ ۶-۷)

(۸)

برادران! ایک طرف "ختمِ نبوت" کا دم بھرنے والے اور دوسری طرف حضرت عیسیٰؑ (جو اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر نبی ہیں) کی دوبارہ آمد کا عقیدہ رکھنے والے علماء جن میں مولانا ابو الاعلیٰ مودودی پیش پیش ہیں، اپنے اس تضادِ عقیدہ کو محسوس کر کے عوام کو تسلّی دینے کے لئے اور اپنے نفس کو مطمئن کرنے کے لئے یہ کہہ دیتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام جب دوبارہ آئیں گے تو وہ "نبی" نہ ہوں گے۔ گویا وہ حضرت مسیحؑ کو اُن کی آمدِ ثانی پر "مسلوب النبوۃ" قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ نبی ہمیشہ نبی ہوتا ہے۔ اور کبھی بھی منصبِ نبوت سے معزول نہیں ہوتا مسلمانوں کا مسلّمہ عقیدہ ہے سے

وَاِنَّ الانبیاء لفی امان
عن العصیان عمدًا و اعتزال

کہ انبیاء کرام عمداً خدا تعالیٰ کی نافرمانی اور اپنے منصبِ نبوت سے معزول ہونے سے خدا تعالیٰ کی حفظ و امان میں ہوتے ہیں۔ اور یہ بات بالکل سچّی اور برحق ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں سے کسی ایک نبی کی مثال بھی موجود نہیں۔ کہ وہ نبی ہو اور پھر اپنی زندگی میں "منصبِ نبوت" سے معزول کر دیا گیا ہو۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے بارہ میں یہ کہہ دینا کہ وہ دوبارہ آمد پر منصبِ نبوت سے معزول ہو کر آئیں گے، اُن کی ذات پر خطرناک حملہ ہے۔ اور ایک نبی کی توہین و استخفاف کے قابلِ مذمت فعل سے ہر شخص کو اجتناب کرنا چاہیئے۔

علاوہ ازیں خود قرآن مجید اور احادیث نبویّہ سے یہ امر بالکل واضح طور پر ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ہیں۔ اور اُن کی نبوت کبھی بھی ان سے سلب نہیں ہوگی۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ حضرت مسیحؑ کے اس منصبِ نبوت کا اُن کی زبانی یوں اعلان فرماتا ہے۔

(ا) وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا وَجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَمَا کُنْتُ وَ اَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَادُمْتُ حَیًّا (مریم ع۲)

کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی بنایا ہے اور بابرکت بنایا ہے خواہ میں کسی جگہ رہوں۔ اور جب تک میں زندہ رہوں مجھے اُس نے نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کی وصیّت کی ہے۔ اس آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ جب دنیا میں تھے نبی اور برکت والے تھے۔ اور علماء کے زعم کے مطابق اگر وہ آسمان پر ہیں۔ (حالانکہ یہ امر قرآن و حدیث سے ثابت نہیں) تو وہ نبی اور برکت والے ہیں۔ اور اگر وہ دوبارہ اس دنیا میں آئیں گے۔ تو نبی اور برکت والے ہوں گے۔

(ب) اللہ تعالیٰ حضرت مسیحؑ [illegible]

وَرَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ
(آل عمران ع۵)

کہ وہ بنی اسرائیل کے لئے رسول تھے۔ نیز اس بارہ میں حضرت مسیحؑ کا اعلانِ نبوت قرآنِ مجید میں ان الفاظ میں مرقوم ہے:۔

وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ۔ (الصف ع۱)

کہ اے بنی اسرائیل میں سب کے اللہ تعالیٰ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔

یہ امر واضح ہے کہ جب حضرت مسیحؑ (ہمارے علماء کے زعم و عقیدہ کے مطابق) دوبارہ آئیں گے تو اس وقت بھی بنی اسرائیل موجود ہوں گے تو کیا اس وقت ان کی دعوتِ رسالت بنی اسرائیل کے لئے ختم ہو جائیگی؟ اور کیا نعوذ باللہ یہ آیات قرآنیہ منسوخ قرار دی جائیں گی۔ درآنحالیکہ مسیحی کتب کے مطابق بھی اُن کی آمدِ ثانی کا ان کی قوم کو انتظار ہے۔ خدا کے لئے اس موقف پر غور کریں۔

جب ہم حدیث نبویؐ کی طرف رجوع کرتے ہیں تو ہمیں "مسلم شریف" میں حضرت النواس بن سمعانؓ کی مندرجہ ذیل روایت ملتی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح کو چار مرتبہ نبی اللہ قرار دیا ہے۔

"ویحصر نبیّ اللہ عیسیٰ واصحابہ ..... فیرغب نبیّ اللہ عیسیٰ واصحابہ۔ ..... ثمّ یھبط نبی اللہ عیسیٰ واصحابہ ...... فیرغب نبیّ اللہ واصحابہ الی اللہ "۔ (مسلم باب ذکر الدجال)

یعنی جب یاجوج ماجوج کے زور کے زمانہ میں، مسیح موعود آئے گا تو عیسیٰ نبی اللہ اور اس کے صحابہ (دشمن کے نرغہ میں) محصور ہو جائیں گے..... تو پھر عیسیٰ نبی اللہ اور اس کے صحابہ خدا کے حضور رجوع کریں گے...

.... پھر عیسیٰ نبی اللہ اور اس کے صحابی ایک خاص جگہ اُتریں گے..... پھر حضرت عیسیٰ نبی اللہ اور اس کے صحابی خدا تعالےٰ کے حضور تضرّع کے ساتھ رجوع کریں گے۔

پس جب اللہ تعالےٰ نے اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح اسرائیلیؑ کو نبیّ اللہ کہا ہے اور متذکرہ بالا حدیث میں تو چار دفعہ تکرار سے آنحضرت صلعم نے مسیح موعود کو نبی اللہ قرار دیا ہے تو ان علماء کو کیا حق حاصل ہے کہ وہ یہ من گھڑت خیال پیش کریں کہ حضرت مسیحؑ اپنی آمدِ ثانی کے وقت "نبی" کی حیثیت سے نہیں آئیں گے۔ کیا اس صورت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اعلان کرنا پڑے گا کہ اسے لوگو! اللہ تعالےٰ نے تو بے شک مجھے

تاحیات نبوت کے منصب و نعمت سے سرفراز فرمایا ہے اور اسی طرح اس کے رسولِ مقبول صلعم نے مجھے بتکرار "نبی اللہ" ہی کہا ہے مگر ان علماء کرام نے ازراہِ تحکّم مجھے نبوت کے منصب سے معزول کر کے مجھے "مسلوب النبوۃ" قرار دے دیا ہے تو اندازہ کیجئے کہ اُس وقت علماء کی کیا حالت ہوگی۔ بقول شخصے سے

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق

اب اس سلسلہ میں ہم بزرگانِ سلف کا بھی عقیدہ احباب کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ تاکہ قارئین کو علم ہو جائے کہ علماء امّت کا بھی یہ عقیدہ چلا آرہا ہے کہ مسیح موعود جب آئیں گے تو وہ مستقل نبی اللہ ہوں گے۔ نبوت کے بغیر نہیں آئیں گے۔ چنانچہ

۱۔ نواب صدیق حسن خان صاحب آف بھوپال بحوالہ امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں:۔

(ا) "مَن قال بسلب نبوّتہ فقد کفر حقًّا۔ کما صرّح بہ السیوطی۔ فانّہ نبیّ لا یذھب عنہ وصف النبوّۃ فی حیاتہ۔ ولا بعد وفاتہ"۔
(حجج الکرامہ ص۴۳۱)

کہ جو شخص یہ کہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (نزول کے وقت) نبوت سے علیٰحدہ ہو کر آئیں گے وہ پکّا کافر ہے جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی نے اس کی وضاحت کی ہے۔ حضرت مسیح بہرحال نبی ہیں۔ وصفِ نبوت اُن سے نہ زندگی میں الگ ہو سکتا ہے اور نہ اُن کی وفات کے بعد۔

(ب) نیز تحریر فرماتے ہیں:۔

"فھو علیہ السّلام وان کان خلیفۃً فی الامّۃ المحمّدیۃ فھو رسولٌ ونبیٌّ کریمٌ علیٰ حالہ "۔ (حجج الکرامہ ص۴۲۶)

یعنی اگرچہ عیسیٰ علیہ السلام اس امّت میں خلیفہ ہوں گے مگر وہ اپنے پہلے حال پر برگزیدہ نبی اور رسول بھی ہوں گے۔

۲۔ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ فرماتے ہیں:۔

"عیسیٰ علیہ السّلام ینزل فینا حکمًا من غیر تشریع وھو نبیٌّ بلا شکٍّ "
(فتوحاتِ مکیہ جلد اول ص۵۷)

یعنی عیسیٰ علیہ السلام ہم میں حَکم کی حیثیت میں بغیر شریعت کے نازل ہوں گے اور وہ بلاشک نبی ہوں گے۔

قارئین کرام! اس موضوع پر مختصر سی بحث سے آپ پر یہ امر عیاں ہو گیا ہوگا کہ "مسیح موعود" کو قرآنِ مجید، احادیثِ نبویّہ اور اقوالِ بزرگانِ سلف میں "نبی اللہ" قرار دیا گیا ہے۔ مگر مولانا مودودی صاحب "مسیح موعود" کو اُن کے نزول کے وقت "مسلوب النبوۃ" قرار دیتے ہیں: گویا مولانا مودودی صاحب (بھی) اس قسم علماء کا مسیح موعود کو مسلوب النبوۃ قرار دینے کا نظریّہ قرآنِ مجید احادیث اور سلفِ صالحین کے اقوال کے صریح مخالف ہے۔ غالباً مولانا مودودی کے اسی قسم کے تحکّمانہ اور غلط نظریات کا تجزیّہ کرنے کے بعد شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی کو لکھنا پڑا تھا کہ:۔

"مودودی صاحب کا کتاب و سنّت کا بار بار ذکر فرمانا محض ڈھونگ ہے۔ وہ نہ کتاب کو مانتے ہیں اور نہ سنّت کو مانتے ہیں۔ بلکہ وہ خلاف سلفِ صالحین ایک نیا مذہب بنا رہے ہیں اور اسی پر لوگوں کو چلا کر دوزخ میں دھکیلنا چاہتے ہیں "۔
(کتاب مودودی دستور ص۱۲)

(۹)

قارئین کرام! آپ آئیٹم ۷ میں عیسائیوں کے اعتراض کی تفصیل پڑھ چکے۔ اُن کی بات اتنی وزن دار ہے کہ مسلمانوں کے سنجیدہ طبقہ کے دماغوں کو مولانا مودودی صاحب کی توجیہہ و تشریح بھی مطمئن نہیں کر سکی۔ یہی وجہ ہے کہ اخبار "احسان" لاہور نے اس اُلجھاؤ سے نکلنے کے لئے مندرجہ ذیل ایک عجیب و غریب حل پیش کیا ہے:۔

"آمدِ مسیح کا عقیدہ ختمِ نبوت کے عقیدہ کو کمزور کرتا ہے۔ اور اس سے دو برگزیدہ نبیوں کی شان گھٹتی ہے۔ یوں سمجھ لیجئے کہ اگر مسیح دوبارہ آکر نبی ہوں گے تو رسولِ اعظم خاتم النبیّین نہیں رہے اور اگر مسیح اُمّتی بن کر آتے ہیں تو اُن کا اپنا مرتبہ گھٹتا ہے۔ گویا آمدِ مسیح کا ماننا دوسرے الفاظ میں ختمِ نبوت کا انکار ہے۔ اور دو نبیوں کی توہین..... اس صورت میں مرزائیت کا واحد اور یقینی علاج ایک ہے۔ اور وہ صرف یہ کہ بیانگِ دُہل تمام علماءِ کرام متّفقہ اعلان کر دیں کہ آمدِ مسیح کا مسئلہ قرآنی مسئلہ نہیں ہے "۔ (احسان لاہور ۵ مئی ۲۴ء)

قارئین! دیکھا آپ نے مولانا مودودی صاحب کی توجیہہ کے نتیجہ میں تو مسیحؑ کی آمدِ ثانی کے وقت اُن کی "نبوت" کو ہی ختم کرنا پڑتا ہے۔ مگر "احسان" کے پیش کردہ حل کے مطابق تو مسلّمہ عقائد دربارہ آمدِ مسیح پر ہی پانی پھر جاتا ہے۔ اب علماءِ اہلِ سنت والجماعت کا کام ہے کہ وہ فیصلہ کریں کہ آیا مولانا مودودی صاحب کا حل انہیں قابلِ قبول ہے یا "احسان" کا مشورہ مان کر اپنے بنیادی عقائد دربارہ آمدِ مسیح سے دست بردار ہونے کو تیار ہیں؟ دیدہ باید!! (باقی آئندہ)

سوشل بائیکاٹ — چودہ سو سال پہلے اور اب بقیہ صفحہ (۲)

تھے کہ اسی مکہ شریف میں بیٹھ کر احمدیوں کے خلاف اسی ظالمانہ کردار کو اپنانے کا فیصلہ کرتے ہیں جس مکہ مکرمہ میں آج سے چودہ سو سال قبل کفارِ مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضؓ کے خلاف سوشل بائیکاٹ کا معاہدہ مرتّب کیا تھا۔ اور اُسے خانۂ کعبہ میں آویزاں کر دیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس مکہؐ کی بستی سے "دعوتِ اسلام" بلند فرمائی تھی۔ مگر آج اس مقدس شہر میں یہ مسلمان علماء و فضلاء بغض و تعصّب میں اندھے ہوکر "احمدیوں" کو اسلام سے خارج قرار دینے کی قرارداد پاس کرتے ہیں۔ ماہ اپریل ۱۹۷۴ء میں مکہ مکرمہ میں "رابطہ عالم اسلامی" کی پانچ روزہ کانفرنس کے نتیجہ میں ایک ظالمانہ اور تخریبی قرار داد احمدیوں کے بارہ میں پاس ہوئی۔ وہ ملاحظہ فرمائیے! :-

"کانفرنس اعلان کرتی ہے کہ یہ طبقہ کافر ہے۔ اور اسلام سے بالکل خارج ہے۔ قادیانیوں اور احمدیوں سے کوئی معاملہ نہ کیا جائے اُن کا اقتصادی۔ سماجی اور تہذیبی بائیکاٹ کیا جائے۔ اُن سے شادی بیاہ کا رشتہ نہ قائم کیا جائے۔ مسلمانوں کے قبرستان میں نہ دفن کیا جائے۔ ان سے وہ معاملہ کیا جائے جو کفّار سے کیا جاتا ہے۔"

"تمام مسلم حکومتوں سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروؤں کی سرگرمی پر پابندی لگائیں اور ان کو "غیر مسلم اقلیت" تصور کریں۔ اور اُن کو گورنمنٹ میں اہم مناصب اور عہدوں پر فائز نہ ہونے دیں۔" (سہ روزہ الجمعیۃ دہلی ۲۹ مئی ۷۴ء)

اے ہمدردانِ اسلام! خدا کے لئے ایک دفعہ کفارِ مکہ کے اُس سوشل بائیکاٹ کے معاہدہ کی دفعات کو پڑھ لیں۔ جو انہوں نے آنحضرت صلعم اور صحابہ کرام رضؓ کے خلاف مرتّب کر کے خانہ کعبہ میں آویزاں کر دیا تھا۔ اور جس پر شدّت کے ساتھ قریباً تین سال عمل کرتے اور کرواتے رہے۔ دوسری طرف رابطہ عالم اسلامی کے اُس معاہدہ کو بھی پڑھ لیں جو اسی مکّہ میں ہی بیٹھ کر "نمائندگان و ٹھیکیدارانِ اسلام" نے احمدیوں کے خلاف ماہ اپریل ۱۹۷۴ء میں کیا ہے۔ اور پھر خالی بالطبع ہو کر موازنہ کریں کہ مخالفینِ احمدیت اپنے ظالمانہ کردار سے اپنی مماثلت کن سے ثابت کر رہے ہیں؟ کیا احمدیوں کے مقابل پر دلائل و براہین کے میدان میں یہ عاجزی کا اعتراف نہیں؟ جس کے نتیجہ میں یہ ظلم و تشدّد کا معاہدہ مرتّب کیا گیا۔ آنحضرت صلعم اور صحابہ کرام رضؓ نے تو کبھی کسی کے خلاف "سوشل بائیکاٹ" نہیں کیا۔ تاریخِ اسلام یہی بتاتی ہے کہ یہ ظالمانہ اقدام معاندینِ اسلام نے ہی کیا تھا۔ پس اگر یہ ظالمانہ معاہدہ اور کردار کفارِ مکہ کریں تو وہ گنہگار۔ لیکن اگر یہی ظالمانہ معاہدہ مسلمان علماء و فضلاء مکّہ میں بیٹھ کر احمدیوں کے خلاف کریں تو وہ جنّت کے حقدار!! سبحان اللہ!! اسلام و ایمان اور ثواب و دخولِ جنّت کا کیا انوکھا معیار ہے۔!!

پاکستان میں احمدیوں کا سوشل بائیکاٹ!

مملکت خداداد پاکستان جو ماشاء اللہ اسلامیہ جمہوریہ کی دعویدار ہے۔ جہاں شراب خانے آباد و قائم۔ جوئے کے اڈے قائم۔ زنا کے اڈے قائم۔ سینما اور تھیٹر قائم۔ بے پردگی عام۔ دینی بے راہ روی جوبن پر۔ مگر اس کے خلاف کسی مسلمان عالم فاضل کی رگِ حمیّت نہیں پھڑکتی۔ کیونکہ ان بے راہ رویوں کو پاک حکمرانوں اور رئیسوں کی حمایت حاصل ہے۔ اور یہ چیز اُن کی نگاہ میں "عین اسلام" ہے۔ مگر اُس دینی اور غریب جماعت کو جو دن رات اکنافِ عالم میں تبلیغِ اسلام میں مصروف ہے اور اس راہ میں مالی و جانی قربانیاں کر رہی ہے "رابطہ عالمِ اسلامی کی قرارداد" کی آڑ لے کر تباہ کرنے کا منصوبہ بنایا جا رہا ہے ان معصوموں اور مظلوموں کے خون سے سرزمین پاکستان کو لالہ زار بنا دیا گیا ہے۔ اُن کی مسجدوں اور لائبریریوں کو جلا دیا گیا ہے۔ ان کے مکانوں کو لُوٹا اور جلایا جا رہا ہے۔ اور قرآنِ مجید کو نذرِ آتش کر کے اور ٹھوکریں مار کر کلامِ پاک کی بے حُرمتی کر کے یہ ظالم اپنے زعم میں "عظیم الشان خدمتِ اسلام" بجا لا رہے ہیں۔ انشاء اللہ! اس ظلم و ستم کے باوجود احمدیت دُنیا میں ترقی ہی کرے گی۔ خدا تعالیٰ کی بشارتوں پر ہر احمدی کو دل سے یقین و ایمان ہے۔ اور دنیا ان کے ایمان کی ترقی کو دیکھ کر حیران و ششدر رہ جائیگی۔ اَے نیک فطرت مسلمانو! اب اس ظلم و ستم کے ساتھ ساتھ سارے پاکستان میں احمدیوں کے خلاف اسی طرح سوشل بائیکاٹ کیا ہوا ہے جس طرح کفارِ مکہ نے آنحضرت صلعم اور صحابہ کرام رضؓ کا مکہ مکرمہ میں کیا تھا۔ نمونۃً چند واقعات ملاحظہ فرمائیے:-

"سرگودھا میں ڈاکٹر حافظ مسعود احمد احمدی کے گھر پر غنڈوں کا پہرہ ہے کہ ان کو کوئی کھانا نہ دے آوے۔ ایک دن جب کچھ احمدی نوجوان اُن کو کھانا دے آئے تو اُن کو زدوکوب کیا۔ اُن کی نقدی اور سائیکل چھین لی۔ جھنگ میں جب ایک نوجوان کار میں، محصور احمدیوں کو ربوہ سے کھانا دے کر واپس آ رہا تھا۔ مخالفین کو پتہ چلا تو اس کی کار کا ٹرک میں تعاقب کر کے ٹرک سے اس کی کار کو ٹکر دے کر کار کو بھی برباد کیا اور اس کو بھی زخمی کر دیا۔ جھنگ میں ایک احمدی عورت ہمّت کر کے محصور احمدیوں کو تانگہ پر جا کر کھانا دے کر آئی تو غنڈوں نے اسے مارنا شروع کیا بعض نیک فطرت لوگوں نے چھڑایا کہ عورت کو مارتے ہوئے شرم نہیں آتی۔

لائلپور۔ سرگودھا۔ جھنگ اور تمام بڑے شہروں میں اور گاؤں میں احمدیوں کی ناکہ بندی کی ہوئی ہے۔ دکانوں پر لکھا ہوا ہے "مرزائیوں کا داخلہ بند ہے"۔ چھوٹے بچوں کو دُودھ نہیں ملتا۔ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں ایک احمدی بچّی کو جو فوت ہوگئی تھی ۔۔۔ مجاہدین نے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیا۔ بالآخر گھر میں دفن کیا گیا۔" (ضمیمہ اخبار بدر ۱۸ جولائی ۱۹۷۴ء)

اے مجاہدینِ اسلام! تم کارروائیاں تو وہ کر رہے ہو جو کفارِ مکہ نے آنحضرت صلعم اور صحابہ کرام رضؓ کے خلاف کی تھیں۔ اور دعوےٰ کرتے ہو خدمتِ اسلام کا! ذرا غور کرو کہ کہیں اسلام کی چودہ سو سال قبل کی تاریخ احمدیوں کے حق میں تو نہیں دُہرائی جا رہی —! اور تمہاری مماثلت کن سے ہے۔؟

اَلَیْسَ مِنْکُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ

(ھود ع ۲)

کیا تم میں سے کوئی بھی سمجھ دار آدمی نہیں!!

کروم لیدر اور بہترین کوالٹی ہوائی چپل اور ہوائی شیٹ کے لئے ہم سے رابطہ قائم کریں!
آزاد ٹریڈنگ کارپوریشن
58/1 فیرس لین کلکتہ ۱۲
AZAD TRADING CORPORATION,
58/1 PHEARS LANE CALCUTTA - 12.
PHONE NO. 34 - 8407.

ہر قسم اور ہر ماڈل
کے موٹر کار۔ موٹر سائیکل۔ سکوٹرس کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے AUTOWINGS کی خدمات حاصل فرمائیے!!
آٹو ونگس
AUTO WINGS
32 SECOND MAIN ROAD, C.I.T. COLONY,
MADRAS — 600004.
PHONE NO. 76360.

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ٹرک یا کار وغیرہ
کے ہر قسم کے پُرزہ جات آپ کو ہماری دکان سے مل سکتے ہیں۔ اگر آپ کے اپنے شہر یا کسی قریبی شہر سے کوئی پُرزہ نہ مل سکے تو ہم سے طلب کریں!!
آٹو ٹریڈرز
۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱
AUTO TRADERS,
16 MANGOE LANE
CALCUTTA-1
فون نمبرز:- دکان 23-1652 23-5222 مکان 34-0451
"AUTOCENTRE"

منقولات

مسلم نوجوانو! آنے والے طوفان کو روکو

محترم مولانا محمد عثمان صاحب فارقلیط سابق ایڈیٹر روزنامہ الجمعیۃ دہلی کا

مسلم نوجوانوں کو انتباہ

"ہم مسلمانوں کی نوجوان نسل سے خطاب کریں تو کس سے کریں؟ یہی نوجوان ملت کا اثاثہ اور ہماری روایات کی نمود ہیں۔ اور ان ہی کی صلاحیتوں پر مستقبل کا انحصار ہے، آج ہم ان ہی نوجوانوں سے عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ہندوستان میں حربِ عقائد کے فتنہ کو ہوا دی جا رہی ہے۔ اور اس کے تار بہت دُور سے ہلائے جا رہے ہیں۔ مسلمانوں میں بہت سے فرقے ہیں جو اصولوں اور نظریات میں اتفاق رکھتے ہوئے فروع میں اپنا الگ الگ مسلک رکھتے ہیں۔ اور انکی پرچے ہوئے ہیں۔ فروعی مسائل کے اختلافات سلف سے چلے آ رہے ہیں۔ ان پر آپس کی دست و گریبانی بھی رہی ہے۔ اور بعض دفعہ تو قتل اور خانہ جنگی تک نوبت پہنچی۔ مگر کیا بحث و مباحثہ اور دست درازیوں کے بعد کسی فرقہ نے بھی اپنی راہ ترک کی؟ کسی ایک فرقے نے کسی دوسرے فرقے کو اپنا ہم خیال بنانے میں کامیابی حاصل کی؟ کیا آمین بالجہر اور بالسّر کا تنازعہ صدیوں پرانا نہیں اور کیا آج تک اس کا تصفیہ ہو سکا؟ قرآن کریم کو سب اللہ کا کلام مانتے ہیں، صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری پیغمبر اور رحمۃ للعالمین تسلیم کرتے ہیں، خُدا کی توحید پر سب کا ایمان ہے، معمولی اختلاف کے ساتھ ہر فرقہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دیگر ارکان اسلام پر متفق ہے، صرف بعض چیزوں کی تشریح میں اختلاف ہے، اور اس سے فروعی اختلاف پیدا ہوتے ہیں، ان اختلافات کی بنا پر نہ ایمان میں فرق آتا ہے اور نہ کسی کی تکفیر کو جائز قرار دیا جا سکتا ہے، اور جب تک انسانی فہم میں اختلاف رہے گا، مسائل اور نظریات میں بھی اختلاف پیدا ہوگا، ذہن کے اس فطری رجحان کو کوئی نہیں روک سکتا۔ اس کا علاج صرف یہ ہے کہ ہر مسلک کے لوگ، دوسروں کے مسلک کا احترام کریں تاکہ دُوسرے بھی اُن کے مسلک کا احترام کرنے پر مجبور ہوں۔

یہ بات ہم یونہی نہیں لکھ رہے ہیں، ہمیں حربِ عقائد کا ایک زبردست طوفان امنڈتا نظر آ رہا ہے اگر اس طوفان کو شہ دی گئی اور دشمنانِ اسلام کی اس گہری چال کا بروقت ادراک نہ کیا گیا تو مسلمانوں کی سو سالہ زندگی کُل بیس برس کی رہ جائے گی۔ یہ طوفان بڑی دُور سے اُٹھایا جا رہا ہے تاکہ ہندوستانی مسلمان ایک طرف متحد نہ ہو سکیں، دوسری طرف ان کی توجہ اپنے اصلی مسائل سے ہٹ کر آپس کے اختلافات پر لگ جائے اور ان کو اپنی تعمیر کی فرصت اور مہلت ہی نہ مل سکے، نوجوانو! ہم تو اس دُنیا میں نہ رہیں گے مگر دس پانچ سال میں جب یہ فتنہ تمہارے گلے کا ہار بن جائے گا تو تم ہمیں یاد کرو گے۔ لیکن سر سے طوفان گذرنے کے بعد ہم یاد آئے تو کیا آئے۔ ہم خدائے رب العزت کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ مسلمانوں میں عقائد کی جنگ برپا کر کے ان کی بیخ کنی کا سامان کیا جا رہا ہے، اور یہ سب ایسے مسلمانوں کے ہاتھوں کیا جا رہا ہے جو اپنے آپ کو مذہب کا محافظ ظاہر کرتے ہیں اور "احقاقِ حق اور ابطالِ باطل" کا نقاب منہ پر ڈالے ہوئے ہیں یہ جنگ شیعہ سنیوں میں پہلے ہی سے برپا ہے۔ اور اس کا پشتہ پر بہت بڑی مصلحت ہے۔ یہی جنگ ہلکی ہلکی بریلوی اور دیوبندی کے نام سے جاری ہے۔ مگر آئندہ یہ جنگ زیادہ ہوگی۔ اب احمدی اور غیر احمدی، یا قادیانی اور غیر قادیانی فتنہ کو پاکستان سے کھینچ کر ہندوستان لایا جا رہا ہے، ہمیں کسی کے کفر اور اسلام سے کوئی بحث نہیں، ہم رزمیہ انداز میں مسلمانوں کے مستقبل سے جب نہ ستی مسلمان ڈھونڈے سے مل سکیں گے اور نہ دیوبندی۔ ۔ ۔ نیوں کا وجود باقی رہے گا۔

یہ احقاقِ حق و ابطالِ باطل، وہ تلوار ہے جو اپنے ہی حلقوم پر چلے گی اور اسلام کے دشمنوں کے لئے راستہ صاف ۔ ۔ ۔ جو لوگ ۔ ۔ ۔ عقائد کی بحث میں پڑیں گے وہ حق و باطل میں کوئی فیصلہ نہ کر سکیں گے بلکہ ۔ ۔ ۔ سب کو باطل ہی کو شناخت کیا جا سکے گا۔ دلائل کا انبار ۔ ۔ ۔ ہے ۔ ۔ ۔ اور ۔ ۔ ۔ کو ترک ۔ ۔ ۔ یہ سب طاق ہیں۔ ہم بتلائے دیتے ہیں کہ یہ مذہبی خانہ جنگی پاکستان ۔ ۔ ۔ پھوٹ ۔ ۔ ۔ اگر یہ وبا ہندوستان میں آگئی جس کو چھپے ہاتھ کھینچ کھینچ کر ہندوستان کے مسلمانوں ۔ ۔ ۔ رہے ہیں تو یہاں کے مسلمان

اگر ۔ ۔ ۔ شبے دیگر نمی ماند

بن کر رہ جائیں گے۔ ۔ ۔ ۔ اپنے سفرِ آخر کی منزل میں ہے۔ اس نے اپنی ۵۵ سالہ صحافتی زندگی ۔ ۔ ۔ کا تجربہ دیا، یقین رکھو کہ وہ اپنی آخری منزل میں بھی تم کو غلط مشورہ نہیں دے گا۔ ۔ ۔ ۔ بہت دُور سے حربِ عقائد کے تار ہلا رہے ہیں، اگر مسلم نوجوانوں نے ان کو شناخت کرنے میں کوتاہی کی یا دیر لگائی تو پانی سر سے اونچا ہو جائے گا اور اس وقت نہ بانس رہے گا نہ بانسری بجے گی۔ ایک طرف، وہ لوگ ہیں جو اسلام کی برتری کو ختم کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور ہر مشرک کو اہلِ کتاب ثابت کرنا چاہتے ہیں، دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو عقائد کی بناء پر افتراق بین المسلمین کے لئے زمین ہموار کر رہے ہیں مسلمان نوجوان ان دونوں کو شناخت کریں۔ اور اس طوفان کو روکیں جو ملت کی جڑوں کو اکھاڑتا ہوا اسلام کے نام و نشان کو بہا کر لے جانے میں دیر نہیں لگائے گا۔"

(منقول از ہفت روزہ نئی دنیا دہلی مورخہ ۷ اگست ۱۹۷۴ء صفحہ ۳)

ایک ضروری اعلان

اس وقت جبکہ جماعت ایک بڑے ابتلاء کے دَور سے گذر رہی ہے بعض مواقع خدمت کے بھی نمایاں ہو کر سامنے آگئے ہیں۔ اس وقت کے اہم مسئلے کے بارے میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۲۱ جون ۱۹۷۴ء کو ایک اہم خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ نظارت نے یہ خطبہ بزبان انگریزی شائع کیا۔ اور جماعتوں کو بھجوایا۔ اُردو میں بھی کسی قدر اس کی اشاعت کی گئی ۔۔۔۔ عزیزم سیٹھ محمد الیاس صاحب امیر جماعت احمدیہ یادگیر نے اس خطبہ کی اہمیت کے پیشِ نظر اپنی طرف سے آفسٹ پر اس کی دیدہ زیب اشاعت کا اہتمام کیا ہے۔ اصل خطبہ سے قبل "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام خاتم النبیّین حضرت بانی جماعت احمدیہ کی نظر میں" کے عنوان کے ماتحت ضروری اقتباس دئیے ہیں۔ اور خطبہ کے بعد پاکستان میں احمدیوں پر ہو رہے مظالم کے بارے میں بعض ہندوستانی اخبارات و رسائل کی آراء کے چند اقتباس اور آخر پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے جماعت کے نام پیغام دئیے ہیں۔ اگر ہندوستان کی بعض دوسری بڑی جماعتیں بھی اس طریق پر اس خطبہ کی اشاعت کا اہتمام کریں بلکہ علاقائی زبانوں میں بھی ترجمہ کر کے اس کی اشاعت کو وسعت دیں تو یہ وقت کی عین ضرورت ہے۔

نظارت نے یہ خطبہ بزبان انگریزی اور محدود تعداد میں اُردو میں بھی شائع کیا ہے کیونکہ یہاں آج کل کاغذ کی بڑی قلت ہے۔ پس ضرورت مند چھوٹی جماعتیں نظارت سے حسبِ ضرورت منگوا سکتی ہیں۔ بڑی اور صاحب استطاعت جماعتوں کو اس خطبہ کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کا انتظام اپنے ہاں کر لینا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے اور دنیا والوں کو احمدیت کے سمجھنے کی سعادت بخشے آمین

خاکسار: مرزا وسیم احمد ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

صدقات!!

کے متعلق سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ پر توکل سب سے اہم چیز ہے۔ جو کچھ خدا کر سکتا ہے بندہ نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ سے دُعائیں کرتے رہو کہ وہ ایسا راستہ کھول دے جس سے آپ کی اور جماعت کی تکلیفیں دُور ہوں۔ اُس میں سب طاقتیں ہیں۔ جہاں بندے کی عقل نہیں پہنچتی وہاں اس کا علم پہنچتا ہے۔ خواہ ایک ٹکڑا ہو صدقہ بہت دیا کرو۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جہاں دعائیں نہیں پہنچتیں وہاں صدقہ بلاؤں کو رد کر دیتا ہے۔"

حضور رضی اللہ عنہ کا مندرجہ بالا ارشاد ہماری جماعت کی موجودہ مشکلات اور ترقی کے راستہ میں رکاوٹوں کے پیشِ نظر ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اور جماعت کے ہر مخلص دوست کا فرض ہے کہ وہ حضور اقدس کے ارشاد کی اہمیت کا پوری طرح احساس کرتے ہوئے کثرت سے صدقات دینا شروع کر دے اور ساتھ ہی جماعت کی مشکلات کے ازالہ کے لئے دُعائیں بھی کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

ناظر بیت المال آمد قادیان